هفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور (پاکستان)

نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

شاہ نے کہا

میرا کارواں کیوں رُک گیا!

(برطانوی روزنامے دی آبزرور سے ترجمہ)

وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی کا دورہ منیلا

- عوام کس قسم کا اسلام چاہتے ہیں؟
- اللہ والوں کی دنیا و طلباء کی سرگرمیاں
- وفاقی وزیر امور کشمیر حاجی فقیر محمد کا خطاب



- وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی محمد زمان خان اچکزئی کا دورہ منیلا
- تعزیرات اسلامی کی اہمیت اور افادیت
- رواں دواں و شہر شہر سے اور اداریہ

۲ مارچ تا ۸ مارچ | شمارہ نمبر ۹ | قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

ہر فتنہ پرداز مولوی اور لیڈر سے

تیرے گھر میں، نفرتوں کا یہ تماشا ہو اگر
تیرے گھر میں، دھینگا مشتی، ڈھول ڈھپا ہو اگر

تیرے گھر میں بھائی کو بھائی اگر رُسوا کرے
تیرے گھر میں بھائی سے بھائی اگر لڑتا رہے

تیرے گھر میں ہاتھا پائی ہو اگر باہم دِگر
تیرے گھر میں جوتیوں میں دال بٹتی ہو اگر،

تیرے گھر میں، لات گھونسہ ہو، جو ہر بات پر
گند اچھالیں روز، روز اک دوسرے کی ذات پر

تیرے گھر میں، یوں رہے برپا اگر شور و غا
تیرے گھر میں بھائی کا بھائی اگر کاٹے گلا

تیرے گھر میں، ڈستے پھرتے ہوں اگر نفرت کے ناگ
تیرے گھر میں شعلے برسائے اگر کینے کی آگ

کیا تو خوش ہوگا، بتا اے دشمنِ ملّت بتا؟

تیرے حق میں یہ مصیبت ہوگی یا راحت بتا؟

اپنے ہمسایوں میں تو ہوگا، معزز یا ذلیل
تیری خوش بختی ہے یا بدنصیبی کی دلیل

اے فسادی ایسے گھر پر تو کرے گا ناز کیا؟
اپنے گھر کے بھائیں گے تجھ کو یہی انداز کیا؟

یہ وطن بھی تیرا گھر ہے اس کو اپنا گھر سمجھ
تو بھی رہتا ہے یہیں تو خود کو مت باہر سمجھ

گھر اگر یہ جل گیا تو بھی یہیں جل جائے گا
گھر اگر یہ ڈھے گیا تو خود بھی نیچے آئیگا

صلح و امن و آشتی کے گیت گا، پاگل نہ بن
گھر کو اپنا گھر سمجھ گھر کو نہ ڈھا، پاگل نہ بن

مہربانی ہے اگر مانے تو گیلانی کی بات

ورنہ پھر محمود کا ہے گرز، تیرا سومنات

از

(سیّد امین گیلانی)

ضروری انتباہ

ایران کے مذہبی رہنما جناب آیت اللہ خمینی نے تمام غیر ملکی طاقتوں سے کہا ہے کہ وہ انکے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ انہوں نے روس کے سفیر سے ملاقات کے دوران اپنے ہیڈ کوارٹر پر باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اگر غیر ملکی طاقتوں نے اس بات پر عمل کیا توان سے دوستانہ مراسم رکھیں گے ورنہ نہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی آزادی اور استحکام کی حفاظت کرے۔

ایرانی راہنما آیت اللہ خمینی نے جس دوٹوک انداز میں روسی سفیر سے باتیں کرتے ہوئے غیر ملکی طاقتوں کو انتباہ کیا ہے وہ نہ صرف قابل تحسین وتبریک ہے بلکہ دور اندیشی حوصلہ مندی اور خود اعتمادی کا بھی مظہر ہے۔ موجودہ غیر ملکی طاقتیں جس طرح سے دوسروں کے معاملات میں دخل انداز ہونے کی روش پر گامزن ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ خصوصاً سپر طاقتوں نے تو اپنا وطیرہ ہی یہ بنالیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑاؤ اور اپنا اُلو سیدھا کرو۔

بڑی طاقتیں یوں تو ترقی پذیر ممالک کی خیر خواہی اور ہمدردی کے دعوے کرتے ہوئے نہیں تھکتیں۔ مگر جب زبانی دعوں سے بڑھ کر عمل کا وقت آتا ہے تو عمل ان دعوں کے بالکل برعکس ہوتا ہے جو وہ ببانگ دہل کرتی رہی ہیں۔ اور یہ بات کہنے میں خوف تردید کی ضرورت نہیں کہ یہ طاقتیں چاہتیں ہی نہیں کہ کوئی ترقی پذیر ملک ترقی پذیری کی منازل سے گزر کر باقاعدہ ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو جائے۔

بڑی طاقتوں کی عادت مستمرہ اب یہ بن چکی ہے کہ اگر کوئی ملک اپنے وسائل وتوانائی کو سمیٹ کر اپنے عزم وارادے کی قوت سے ابھرنا شروع ہو جائے تو یہ طاقتیں اسی ملک کو ایسی اندرونی اور بیرونی سازشوں میں الجھا دیتی ہیں جس سے نکلنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ آیت اللہ خمینی کے لب ولہجے میں صاف صاف بات کی جائے اور سپر طاقتوں کو یہ بتا دیا جائے کہ وہ ان کی "دستگیری اور چارہ گری" کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔

پچھلے دنوں پاکستان کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی محتاط اور جرأت مندانہ انداز میں امریکہ کا اپنے دوستوں کے بارے میں سلوک پر اظہار خیال کیا تھا جو نہ صرف پاکستان کے عوام کے دلوں کی آواز تھی بلکہ دیگر امریکہ کے دوست ممالک کے عوام بھی اس زاویہ نظر سے سوچنے پر مجبور ہیں۔

آج بھی اولاً سپر طاقتیں اور ان کی دیکھا دیکھی دیگر ممالک ایک قاتل کے لیے رحم کی درخواستوں کے عنوان سے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں جو کسی بھی رُخ سے درست نہیں۔ اس مداخلت کو روکنے کا صحیح انداز وہی ہے جس کا اظہار ایرانی رہنما نے روسی سفیر سے اپنی ملاقات میں کیا ہے۔

پاکستانی حکومت کو بھی چاہیے کہ غیر ملکی طاقتوں کو دوٹوک انداز میں انتباہ کرے اور صاف صاف کہدے کہ صرف ان ممالک سے تعلقات استوار کئے جائیں گے جو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۹

جمعۃ المبارک ۹ مارچ ۷۹ء / ۱۲ ربیع الثانی ۹۹ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ -/۶۵ روپے

ششماہی -/۳۳ روپے

سہ ماہی -/۱۷ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

رابطہ کیلئے: ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، رنگ محل لاہور-۸

وفاقی وزیرِ بلدیات و دیہی ترقی کا دورۂ منیلا

تحریر: قاضی محمد جمیل پی۔ آر۔ او۔ وزیر بلدیات و دیہی ترقی حکومت پاکستان

لوکل گورنمنٹ کے اداروں کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں یہ ادارے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

انٹرنیشنل یونین آف لوکل اتھارٹیز لوکل گورنمنٹ کا ایک بین الاقوامی ادارہ ہے۔ جو غیر سیاسی بنیادوں پر لوکل گورنمنٹ کی ترقی کے لیے اقوام متحدہ اور دیگر ممالک سے رابطہ رکھتا ہے۔ بہت سے ممالک اس ادارے کے ارکان ہیں۔ اور اسی بنیاد پر پاکستان بھی گذشتہ سال اس کا رکن بنا۔ جس کی منظوری کابینہ نے دی۔ یہ ادارہ ہر سال دنیا کے مختلف مقامات پر اپنی عالمی کانگرس منعقد کرتا ہے۔ جس میں لوکل گورنمنٹ کے مسائل عالمی سطح پر زیر بحث آتے ہیں۔ اس سال اس ادارے نے اپنی ۲۷ ویں عالمی کانگرس فروری کے پہلے ہفتے میں منیلا (فلپائن) میں منعقد کی۔ اس میں صدر پاکستان کی ہدایت پر تین رکنی وفد نے وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی محمد زمان خان اچکزئی کی زیر قیادت پاکستان کی طرف سے شمولیت کی۔ اس کانگرس میں خاص طور پر لوکل گورنمنٹ کے وسائل، مکانات، روزگار اور بڑے شہروں کو درپیش مسائل زیر بحث آئے۔

منیلا پہنچنے پر پاکستان کے سفیر کے علاوہ حکومت فلپائن کے نمائندوں نے بھی وفد کا استقبال کیا۔

وزیر بلدیات کی قیام گاہ پر اس ملک کے وزیر زراعت خاص طور پر ملنے آئے۔ اور باہمی دلچسپی کے امور خصوصاً دیہی ترقی پر گفتگو کی۔ لوکل گورنمنٹ کی عالمی کانگرس کا افتتاح فلپائن کے صدر نے کیا۔ اس افتتاحی تقریب میں وزیر بلدیات و دیہی ترقی کو صدر فلپائن کے علاوہ غیر ملکی سفیروں اور وزراء اور دیگر اہم شخصیتوں سے تعارف کا موقع ملا۔ ایسی ملاقاتیں بعد میں بھی مختلف دعوتوں میں ہوتی رہیں۔ جن کا اہتمام صدر فلپائن، خاتون اول منیلا کے میئر اور فلپائن کے وزیر بلدیات نے کانگرس کے مندوبین کے اعزاز میں کیا۔

منیلا میں اپنے قیام کے دوران وزیر بلدیات و دیہی ترقی نے رسمی طور پر فلپائن کے وزیر زراعت و وزیر بلدیات اور سماجی بہبود کے نائب وزیر کے دفتر میں ان سے ملاقات کی اور وہاں کے بلدیاتی و دیہی ترقی، زراعت و سماجی بہبود کے پروگراموں سے متعلق معلومات حاصل کیں۔

ان ملاقاتوں میں سفیر پاکستان کے توسط سے وہاں کے وزیر زراعت نے دیہی ترقی و لوکل گورنمنٹ سے متعلق ایک خاص پروگرام ترتیب دیا۔ اس پروگرام میں آرسی (چاول) کی تحقیق کے بین الاقوامی ادارہ لاس بناس کی یونیورسٹی اور اس میں زراعت کی افزائش کے متعلق نصاب تعلیم اور اقوام متحدہ کا زرعی مشینری کی ترقی کا شعبہ بھی شامل تھا۔

وزیر موصوف نے دیگر تقریبات کے علاوہ منیلا یونیورسٹی کے مسلمان طلباء سے بھی خطاب کیا۔ اور انہیں اسلامی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ اس تقریب سے پاکستان کے سفیر متعین فلپائن نے بھی خطاب کیا۔ منیلا یونیورسٹی کے چانسلر نے پروگرام کی ترتیب اور کامیابی میں خصوصی دلچسپی لی۔

اس دورے میں صوبہ لاگونا کے گورنر نے وزیر زراعت کے ایماء پر اپنے صوبے میں دیہی ترقی کے منصوبوں سے وزیر بلدیات و دیہی ترقی کو آگاہ کیا۔ وہ وزیر موصوف کو چاول اور مچھلی کی افزائش کے متعلق تجرباتی نظم دکھانے لے گئے۔ علاوہ ازیں کسانوں کے لیے قرضے کا امداد باہمی بنک، اخلاقی قیدیوں کی اصلاح کا پروگرام اور لوکل گورنمنٹ کی نچلی سطح کے ادارے بھی خاص طور پر دکھائے گئے۔ کانگرس میں شمولیت کے نتیجے میں پاکستان کو پہلی بار یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اسے بین الاقوامی ادارے کی ایگزیکٹو کمیٹی کا ممبر منتخب کرنے کے علاوہ وفد کے ایک رکن کو مالیات سے متعلق ورکنگ گروپ کا رپورٹر بھی مقرر کر لیا گیا۔

فلپائن کے اس دورے میں جناب اچکزئی صاحب کو وہاں کے مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق بھی ہوا۔ انہوں نے جمعہ کی نماز شہر کی سنہری مسجد میں ادا کی۔ اس موقع پر پاکستانی سفیر نے قرآن مجید کے ۵۰ نسخے تقسیم کئے۔ حسن اتفاق سے اس دورے کے دوران آخری دن بارہ ربیع الاول کا مبارک دن بھی آگیا۔ جس کو شایانِ شان طریقے سے منانے کا اہتمام پاکستانی سفارت خانے میں کیا گیا۔ اس تقریب میں پاکستانیوں کے علاوہ سعودی عرب، لیبیا، ملائشیا اور انڈونیشیا کے سفیر اور فلپائن کے مسلمان زعماء بشمول سپریم کورٹ کے جج اور اسلامی امور کے وزیر موجود تھے۔ عیسائیوں کے اعلیٰ مذہبی رہنما اور وزارت کے اعلیٰ عیسائی افسر خصوصی دعوت پر اس تقریب میں شامل ہوئے۔ مقامی مسلمان رہنماؤں کے علاوہ وزیر بلدیات و دیہی ترقی نے بھی حاضرین سے خطاب کیا انہوں نے اپنی تقریر میں پاکستان کے قیام کے مقاصد اور موجودہ حکومت کی اسلامی اقدار کی ترویج کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام امن اور آشتی کا مذہب ہے۔ اور اپنے پیروکاروں کو ایک پُرامن اور پُرسکون

رواں دواں

زاھد بلند شہری

ترقی پذیر ممالک کو روسی توسیع پسندانہ عزائم کا متحد ہو کر مقابلہ کرنا چاہیئے

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب برطانیہ کی گرفت برطانوی مقبوضات پر کمزور پڑنے لگی تو برطانیہ کو اپنی جگہ ایسے جانشین کی تلاش ہوئی جو برطانیہ کیطرح استعماری ہتھکنڈے بروئے کار لاکر حاصل شدہ برطانوی مقاصد کو برقرار رکھ سکے۔ اور آخر برطانیہ کو اپنی جانشینی کے لیے امریکہ مل گیا۔ برطانوی معیشت ڈولنے لگی۔ اکثر و بیشتر مقبوضات ہاتھ سے چھوٹ گئے بعض میں باقاعدہ برطانیہ کے خلاف تحریک شروع ہوگئی۔ برصغیر، ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے ممالک اس کی زندہ مثال ہیں۔ باقی ماندہ مقبوضات پر امریکہ نے عملاً اپنا تسلّط قائم کر لیا۔ اور دیگر نو آزاد پسماندہ ممالک پر بھی اپنی پالیسی مسلط کر دی۔ اس وقت روسی کمیونسٹ سائنسی اور اقتصادی اعتبار سے کمزور ہونے کے باعث خاموش تماشائی بنے رہے۔

اور اب جبکہ سوویت روس اپنے آپ کو امریکہ کے بالمقابل فائق طاقت تصور کرتا ہے۔ برطانوی سیاست کو اپنائے ہوئے ہے۔

امریکہ کے تمام حلیف انگشت بدنداں انجانے خوف سے پریشان ہیں۔

آج سے پچاس سال پہلے اور اب بھی مختلف قومیں اپنی آزادی قومیت کی بنیاد پر حاصل کرتی رہی ہیں دنیا میں چند ایک ممالک ایسے ہی جو مذہب کی بنیاد پر قائم ہیں۔ ان میں سے اسرائیل اور پاکستان سر فہرست ہیں عرب، جرمن۔ ویت نام۔ سنگاپور ایسے ممالک تو خالصتاً قومیت کی بنیاد پر قائم ہیں مگر کمیونزم کے فروغ پانے کے بعد سے یہ توقع ہوگئی تھی کہ اب صرف نظریاتی جنگ اور نظریاتی بات ہوگی مگر یہ سلسلہ نصف صدی قبل پیدا ہوا اور جوان ہوتے ہی ختم ہوگیا۔

یورپ میں کلیسا پر کڑی پابندیاں تھیں یہی وجہ ہے کہ وہ کمیونزم کا نظریاتی طور پر کوئی مقابلہ نہ کرسکا افریقہ میں کئی ممالک اس وبائی نظریے کی لپیٹ میں ہیں۔ ایشیا کے متعدد ملک اس نظریے کو قبول کر چکے ہیں اور کچھ پر زبردستی مسلط کر دیا گیا ہے۔ کمیونزم جو ابتداء میں ایک نظریے کی حیثیت سے ابھرا تھا اب اپنی اس مخصوص حیثیت کو ختم کر چکا ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال روس اور چین کی باہمی آویزش ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کمیونزم (جیسا کہ اس کے پیرو کار کہتے ہیں) ایک ہمہ گیر اور زود اثر معاشی نظریہ ہے اور انسانی فلاح و بہبود کیلئے بہترین معاشی پروگرام ہے۔ تو اس میں قومیت کا عنصر کیوں ہے؟

روس اور چین کی باہمی آویزش کی بنیادی وجہ علاقائیت اور قومیت ہے۔ یہی وجہ ہے ایک نظریہ کے ہونے کے باوجود دونوں آپس میں دیانت کی فضا قائم نہیں کر پائے۔

امریکہ جنوب مشرقی ایشیا میں طویل عرصہ کمیونزم کا مقابلہ کرتا رہا اور دنیا بھر کے تمام کمیونسٹ بشمول چین و روس ویت نامیوں کو سامراج کے خلاف مدد دیتے رہے۔

یہی حال کمبوڈیا میں رہا کہ روس اور چین مشترکہ طور پر امریکہ کے خلاف شہزادہ سہانوک کی کھلم کھلا امداد کرتے رہے۔ مگر اب جبکہ ویتنام (شمالی۔ جنوبی) اور کمبوڈیا آزاد ہو چکے ہیں۔ روس اپنی اس پالیسی پر عمل کرنے لگا جو اس سے پہلے برطانیہ چھوڑ چکا ہے اور امریکہ چھوڑ رہا ہے یا امریکی کانگریس کے بہبود نواز ارکان اسے چھوڑنے پر مجبور کر رہے ہیں۔

روس کی اس پالیسی کو دنیا پر اپنی من مانی کرنے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ براعظم امریکہ میں روس نے اپنی من مانی پالیسی قائم کرنے اور اپنے حلقہ کو وسیع کرنے کے لیے کیوبا کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے ادھر ہند چینی میں روس نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کو پورا کرنے کے لیے ویت نام کو اپنا ایجنٹ بنا کر کمپوچیا کے خلاف جارحانہ کارروائی کے لیے اکسایا اور بالآخر نام نہاد "باغیوں" نے کمپوچیا پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے اس قبضہ کو تقویت پہنچانے کے لیے چین کے خلاف سرحدی نوک جھوک شروع کر دی۔

اب جبکہ چینی فوجوں نے اپنے دفاع اور امن و امان کی بحالی کے لیے ویت نامی جارحیت کا جواب دینے کے لیے کارروائی کی ہے تو روس اور اس کے حلقہ اثر میں ملک اسے جارحیت قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رہے۔

چینی فوجوں کا اپنے دفاع میں لڑنا اس بات کی غماضی کرتا ہے کہ اب چین اس علاقے میں نام نہاد روسی اثر و رسوخ کو کسی طور برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے مگر چونکہ امنِ عالم اس بات کا متقاضی ہے کہ تمام بڑی طاقتیں اور غریب پسماندہ ممالک کو اپنا آلہ کار بنانے سے باز رہیں۔

مگر دنیا امن کے سب سے بڑے دعویدار اور ڈھنڈورچی روس کے اس رویئے کو دیکھتے ہوئے چھوٹے ملک اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کیونکہ تمام تر اقتصادیات اور ٹیکنالوجی ان ہی ممالک کے قبضہ میں ہے۔ اوگاڈن ہو یا نمیبیا۔ کشمیر ہو یا اریٹیریا جنوبی فلپائن ہو یا فلسطین سبھی ہی اپنی آزادی کے لیے کسی بڑی طاقت کی امداد کے طلبگار رہتے ہیں۔ مگر امداد دینے اور آزادی کی تحریکوں کو کامیابی سے ہمکنار کرانے کا مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہاں اپنی قومی

بلوچستان کی ڈائری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رازدار کے قلم سے

٥۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کا بلوچستان میں والہانہ خیر مقدم کیا گیا

٥۔ کالعدم نیپ کے اراکین کا اجلاس موسم کی خرابی کی بنا پر ملتوی

٥۔ موسم سے مراد سیاسی موسم تو نہیں

٥۔ بی۔ یو۔ جی کے انتخابات

پچھلی ڈائری میں کالعدم نیپ کے اراکین اور ہمدردوں کے اجلاس کے بارے میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ سردار عطاء اللہ خان مینگل نے ۱۵ فروری کو "مینگل ہاؤس" میں میٹنگ طلب کی تھی۔ اور اس کے لیے میر گل خان نصیر کو کنوینر مقرر کیا گیا تھا۔ جس پر کالعدم نیپ کے وہ لیڈر جنہوں نے این، ڈی، پی میں شمولیت کا باضابطہ اعلان کیا تھا۔ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ انہیں بھی اس اجلاس میں مدعو کیا جائے۔ اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ تو کم از کم بحیثیت مبصر شرکت کی اجازت دی جائے۔ دراصل بلوچستان کے عوام پے در پے بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے سوچ رہے تھے کہ کیا کالعدم نیپ کے ہمدرد اس اجلاس میں این، ڈی، پی میں شمولیت کا فیصلہ کریں گے؟ یا پھر اپنی ایک الگ سیاسی جماعت تشکیل دیں گے؟ اگر این، ڈی، پی میں شمولیت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تو کالعدم نیپ کے راہنماؤں شیر محمد مری، سردار خیر بخش مری اور کالعدم نیپ کے انتہا پسند لیڈر اس فیصلے کو کس طرح قبول کریں گے۔ لیکن آج ۱۲/۹ کے اخبار روزنامہ جنگ کے مطابق اس اہم اجلاس کو تا اطلاع ثانی ملتوی کر دیا گیا ہے۔ وجہ ظاہراً تو یہ بتائی گئی ہے۔ کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے مندوبین بروقت کوئٹہ نہ پہنچ سکے۔ اب معلوم نہیں کہ موسم سے مراد عام موسم ہے۔ یا کہ سیاسی موسم خبر میں کہا گیا ہے کہ اجلاس کی آئندہ تاریخ کا اعلان عنقریب کیا جائے گا۔ جبکہ مشرق کوئٹہ نے اپنی آج کی اشاعت میں اجلاس کے انعقاد کی خبر نمایاں طور پر شائع کی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس آج ۱۵ فروری کو نہ ہو سکے گا۔

دریں اثناء بلوچستان یونین آف جرنلسٹس کے انتخابات میں مسٹر عزیز بھٹی (جو کہ بلوچستان میں روزنامہ "نوائے وقت" کے نمائندہ خصوصی ہیں) کو صدر اور روزنامہ جنگ کے جناب ذاکر بٹالوی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ دیگر عہدیداروں کے نام یہ ہیں۔ حریت کے مسعود آصف نائب صدر "نعرۂ حق" کے عبد المجید بٹ جوائنٹ سیکرٹری۔ اور امروز کے نمائندے مسٹر خلیق احمد خلیق خزانچی۔ ان کے علاوہ مجلس عاملہ کیلئے بھی مندرجہ ذیل صحافیوں کو منتخب کیا گیا۔ مسٹر خالد مسعود (مشرق)، شاہین روحی (مشرق) مسٹر عمر قریشی (بلوچستان ٹائمز) مسٹر ارشد عزیز (زمانہ) مسٹر عاشق علی (نعرۂ حق) مسٹر بختی مجاہد (معیار)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی جانب سے اسلامی تعزیرات کے نفاذ کے اعلان کا بلوچستان کے سیاسی لیڈروں اور عوام نے پرزور خیر مقدم کیا ہے کیونکہ صوبہ بلوچستان کے عوام کو اسلام سے والہانہ عشق ہے۔ اور اس کا ثبوت انہوں نے جمعیتہ نیپ گورنمنٹ کے وقت قائم کی جانیوالی جسٹس فضل غنی لاء کمیشن کے سامنے بلوچستان کے ۹۹٪ عوام نے اسلامی نظام عدل کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ اسلئے بلوچستان کے عوام اس اعلان کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے اس کے علاوہ۔ بلوچستان کے اضلاع قلات۔ خضدار اور مکران ڈویژن میں قاضیوں کی عدالتیں کافی عرصے سے موجود ہیں۔ اگرچہ ان کا دائرہ اختیار محدود ہے اور ان کے طریقہ کار سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

اس اعلان کے بعد جمعیتہ علماء اسلام بلوچستان کے امیر حضرت مولانا عبد الواحد نے کہا کہ ہم صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے پاکستانی عوام کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہوئی ہے۔ اور قیام پاکستان کے مقصد کیجانب یہ پہلا مخلصانہ قدم ہے۔ ہم نے تیئیس سال کے بعد صحیح سمت میں پہلا قدم اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب اس اعلان کو صرف اعلان کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ اس پر عمل کیا اور کرایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی قوانین کے نفاذ میں غیر ضروری تاخیر نہ کی جائے۔ مولانا عبد الواحد نے کہا کہ اس اعلان سے بیرون ملک خصوصاً عالم اسلام میں پاکستان کی عزت و وقار میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس سے قبل عالم اسلام پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتی تھی۔ اب اس اسلامی قلعہ کو اسلامی قوانین سے لیس کیا جا رہا ہے۔ جمعیتہ علماء اسلام بلوچستان کے نائب امیر اوّل مولانا محمد خان نے کہا کہ آخر کار ہم وہ دن دیکھ لیں گے جب کہ نظام مصطفیٰ کا مکمل نفاذ اور اس پر سختی سے اعمل ہوگا۔ جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر دوم مولانا محمد ابوبکر نے کہا کہ ہم پرسنل لاء کے طور اسلام کے بیشتر قوانین پر تو عمل کر رہے ہیں۔ اب اسلام کے تعزیرات و حدود کے نفاذ سے عام مسلمانوں کو تو کوئی پریشانی نہیں۔ البتہ ڈاکو۔ چور۔ زانی اور جرائم پیشہ افراد کو ضرور تکلیف پہنچی ہے۔ اگر کوئی ان کی نمائندگی کرنا چاہتا ہے۔ تو بسم اللہ۔ جمعیت علماء اسلام کے جواں سال راہنما صوبائی جوائنٹ سیکرٹری مولانا محمد صدیق شاہ نے کہا کہ تعجب کی بات ہے۔ کہ تمام اہل بلوچستان اس اعلان کا خیر مقدم کر رہے ہیں لیکن بلوچستان کے عوام کی خیر خواہی کے

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نور اللہ مرقدہ

کی جلیل القدر خدمات

شیخ الادب، فقیہ بے نظیر، علوم و معارف کے سمندر بے کنار، فضل و کمال کے بحر بے پایاں زہد و تقویٰ کی عملی یادگار استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث شیخ الشیوخ الحافظ الحاج بابائے دیوبند اعزاز العلماء حضرت مولانا اعزاز علی صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز جس نے انتہائی ناداری کی صورت میں جب دارالعلوم دیوبند پہنچنے کیلئے عزم فرمایا اور ٹرین میں سوار ہوئے تو سفر کے بعد سے آپکی والدہ محترمہ نے بڑی بے قراری سے چیخ کر اور بلند آواز سے فرمایا کہ بیٹا ایک بار اپنی صورت دکھادو مگر علم کا یہ پروانۂ صادق اپنی والدہ محترمہؒ کی یہ آرزو بھی پوری نہ کر سکا پھر دارالعلوم دیوبند میں ماہ ڈیڑھ ماہ کے اندر والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر ملی تو بڑے افسوس سے فرمایا کہ ”بریلی سے روانہ ہوتے وقت والدہ والدہؒ کی شفقت بھری آواز آج تک کانوں میں گونج رہی ہے اور دم آخر والدہ کی آخری ملاقات سے محرومی ایک ایسا حادثہ ہے جس کا داغ سینہ میں ہمیشہ باقی رہے گا“ یہ علم کا سچا متلاشی اپنے مقصد کے حصول کے لیے مصروف رہا قسمت اچھی تھی مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد آخر حضرت شیخ الہندؒ کے درس حدیث میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ صحاح ستہ کے علاوہ درس نظامی کی موقوف علیہ کتب بھی حضرت شیخ الہندؒ سے ہی پڑھیں حضرت ممدوحؒ نے اپنے لائق استاذ محدث یگانہ زاہد شب بیدار مدبر مفکر اور علوم نبوی کی تدریس کے خادم حضرت شیخ الہندؒ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جو ہدیۂ قارئین ہے اس سے حضرت شیخؒ کی عظمت کا احساس ان لوگوں میں بھی ہوگا جو ابھی تک حضرت کے مقام سے آگاہ نہیں ہیں ”ہندوستان کے مشہور فلسفی و منطقی عالم مولانا عبدالوہاب صاحب جو مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محل کے براہ راست شاگرد اور ریاست حیدر آباد کی حدود میں جن کی درس گاہ منطق و فلسفہ پڑھنے کے لیے دور دور سے سفر کر کے پہنچتے خود دارالعلوم دیوبند کے مشہور منطقی عالم مولانا سہول صاحبؒ نے ان مولانا عبدالوہاب صاحب سے پڑھنے کے لیے بہار سے حیدر آباد تک سفر پیدل طے کیا تھا۔ مولانا عبدالوہاب کو منطق و فلسفہ نے اس درجہ پر خود غلط کر رکھا تھا کہ خود کو اپنی زبان سے ”مولانا عبدالوہاب“ کہتے تھے اور اپنے مقابل میں بڑے سے بڑے عالم و فاضل کو ایک طفل مکتب سے زیادہ نہ سمجھتے تھے یہی مولانا عبدالوہاب ایک مرتبہ حیدر آباد سے دیوبند تشریف لائے اور دارالعلوم کی مشہور عمارت ”نودرہ“ کے سامنے اپنا سامان رکھوا کر گذرنے والے طلباء سے دریافت کیا کہ ”مولوی محمود الحسن کہاں ہے“؟ عقیدت مند طلباء پر یہ انداز گفتگو بڑا ناگوار گذرا کیونکہ ایک نووارد مہمان کی شکل و صورت میں تھے اس لیے برداشت کیا گیا اور جواب دیا گیا کہ مکان پر تشریف رکھتے ہیں یہ سن کر حسب عادت بولے جاؤ ان سے کہہ دو کہ مولانا عبدالوہاب تشریف لائے ہیں تو کسی طالب علم نے حاضر ہو کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سب کچھ من و عن عرض کر دیا یہ سن کر ایک ہلکے سے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ ہاں بھائی جاؤ وہ بڑے آدمی ہیں پورے اعزاز و اکرام سے مدرسہ کے مہمان خانہ میں ان کو ٹھیراؤ شام ہوئی تو حضرت والا خود بھی مٹی کے چند برتنوں میں کھانا لیکر تشریف لائے مولانا عبدالوہاب صاحب چارپائی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے رہے اور حضرت شیخ الہندؒ دیر تک نیچے بیٹھے ہوئے گفتگو فرماتے رہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس تمام گفتگو میں حضرت شیخ الہندؒ کا انداز بالکل طالب علمانہ رہا۔ مولانا عبدالوہاب ہمہ دانی کے زعم میں بہت کچھ کہہ ڈالتے اور ادھر ایک خفیف سی مسکراہٹ اور ”جی ہاں“ ”بے شک“ کے سوا اور کچھ نہیں عشا کا وقت قریب تھا حضرت شیخ الہندؒ اپنے مکان پر تشریف لے گئے اور مولانا عبدالوہاب صاحب نے طلباء سے ترمذی شریف کے درس کا وقت دریافت کر کے مہمان خانہ میں آرام کیا صبح ہوئی تو مولانا عبدالوہاب صاحبؒ وقت سے پہلے ہی حضرت شیخ الہندؒ کی درس گاہ میں موجود تھے۔

حضرتؒ کا درس کے لیے تشریف آوری کا معینہ وقت ہو چکا تھا اور آج خلاف معمول تشریف لانے میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی تھی مولانا عبدالوہاب صاحب بار بار طلباء سے دریافت کرتے کہ ابھی تک آئے نہیں؟ اور نفی میں جواب پانے کے بعد خود ہی کہہ دیتے ”آج نہیں آئیں گے“ آج تو ان کو کوئی ضروری کام پیش آگیا ہوگا یعنی مطلب یہ تھا کہ درس میں میری شرکت کی اطلاع نے حضرت شیخ الہندؒ کو مرعوب کر دیا ہے اب وہ اگر میری موجودگی میں درس دیں یہ ہمت وہ نہیں کر سکتے طلباء بھی مولانا عبدالوہاب صاحبؒ کے اس چبھتے ہوئے کلمہ اور حضرت شیخؒ کی اس غیر معمولی تاخیر پر بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے

کہ اتنے میں دیکھا سامنے سے حضرت والا کھدر کا
سادہ سا کرتہ اور شلوار جن میں پیوند بھی لگے ہوئے
تھے سر پر چھوٹی سی ٹوپی ہاتھ میں عصا لیے چلے
آرہے ہیں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب مرحوم
کی روایت کے مطابق حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب
درس گاہ میں تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالوہاب
صاحب نے ایک تیز نگاہ خاص اس مقصد سے ڈالی
کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مرعوب ہو جائیں لیکن
درس گاہ سے باہر یہ انتہائی فکر المزاج اور
خاکسارانہ طور پر پیش آنے والا رہنما درس گاہ میں
قدم رکھتے ہی غضبناک اور جری شیر بن جاتا تھا
درس شروع ہوا تو مولانا عبدالوہاب نے گردن
اٹھا کر نہایت کرخت و بلند آواز میں کہا کہ مولانا
طحاوی نے تو اس موقع پر یہ کہا ہے حضرت رح
نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ یہ فرمائیے کہ حضرت
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا ہے ؟ میں
طحاوی کا مقلد نہیں امام ابوحنیفہ رح کا مقلد ہوں۔
سنا ہے کہ اس مختصر سے رد و بدل کے سوا سننے
والوں نے تو کچھ اور نہ سنا لیکن دیکھا یہ گیا کہ حضرت
مولانا عبدالوہاب صاحب رح کی تنی ہوئی گردن اس کے
بعد آہستہ آہستہ جھکنا شروع ہوئی اور پھر آخر
وقت تک سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ ایک محویت و استغراق
کے ساتھ خاموشی سے سنتے رہے درس ختم ہوگیا اور
حضرت شیخ الہند رح تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے
درس گاہ سے باہر تشریف لے گئے اور مولانا
عبدالوہاب صاحب طلباء کے ہجوم میں چیخ چیخ کر
یہ کہہ رہے تھے کہ واللہ العظیم حدیث شریف پڑھانے
کا اسی شخص کو حق ہے اور یہی مولانا عبدالوہاب
صاحب ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے حضرت
شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کر رہے تھے
حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہٗ سے متعلق ایسے
سیکڑوں واقعات جمع کئے جا سکتے ہیں اس لیے
بوقت وفات شیخ کے ایک عقیدت مند نے بھرائی
ہوئی آواز سے کہا ؎

مٹی میں کیا سمجھ کے چھپاتے ہو دوستو
یہ گنجینۂ علوم ہے گنجینۂ زر نہیں۔

ویسے تو علوم دینیہ کی مرکزی درسگاہ سے سیکڑوں
ایسے علماء فضلاء پیدا ہوئے جو ایک ہی وقت میں گوناگون
خصوصیات کے مالک ہوئے اس دعوےٰ کے
ثبوت کے لیے دلائل کی ضرورت بھی نہیں بلکہ
آفتاب آمد دلیل آفتاب کی مانند ہر ایک عالمِ
دین کے کارہائے نمایاں واضح اور اظہر من الشمس
ہیں اور تاریخ میں بھی محفوظ ہیں ہمارے ممدوح
حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
پچاس برس تک تقریباً دیوبند میں جلیل القدر
خدمات انجام دیں ابتداء میں چند ابتدائی درسی
کتب پڑھانے والا دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی
شیخ الحدیث شیخ الادب اور فقیہ عالم ہونے
کے اعزاز سے نوازا گیا قدرت نے آپ کو علوم
اسلامیہ کی بے نظیر خدمات انجام دینے کے شرف
سے مشرف فرمایا دنیائے علم پر حضرت شیخ الادب رح
کا ایک قابل قدر احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے درسِ
نظامی کی ان کتابوں کا جن کی عبارت کے اختصار و
ابہام یا مضامین و مطالب کی دقت و باریکی کی وجہ
سے طلباء کیا علماء کے لیے بھی سمجھنا اور معلمین کیلئے
سمجھانا مشکل تھا آپ نے بڑی کاوش اور تحقیق
کے ساتھ ان کے حواشی لکھے اور اپنے طویل تدریسی
تجربہ کی بنیاد پر ہر حیثیت سے ان کو اس درجہ
سہل اور عام فہم بنا دیا کہ اب ذی استعداد طلباء
کے علاوہ ادنیٰ صلاحیت و استعداد کے طالب العلم
بھی سہولت کے ساتھ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں
حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات و تعلیقات
کی مختصر فہرست یہ ہے۔

(۱) حاشیہ نور الایضاح (۲) حاشیہ کنز الاقائق
(۳) حاشیہ مفید اللعالبین (۴) حاشیہ شرح نقایہ۔
(۵) حاشیہ حماسہ (۶) حاشیہ متنبی (۷) نفحۃ العرب

یہ آخر الذکر خود ممدوح رح کی اپنی مشہور و معروف تالیف
ہے جس نے جدید تالیفات میں اپنے لیے ایک خاص
مقام پیدا کر لیا ہے اور دنیائے ادب میں اس
تالیف کو پسندیدگی اور قدر کی نظروں سے دیکھا
گیا ہے غرضیکہ عربی ادب و فن کی یہ ایک جامع
کتاب ہے اس کے علاوہ آپ کے استاذ حضرت
شیخ الہند رح نے مختصر معانی کا حاشیہ تالیف
فرمایا مقامات کا حاشیہ حضرت مولانا محمد ادریس
صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا قدوری کا
حاشیہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی رح نے
تصنیف فرمایا اسطرح قرآن پاک کی تفسیریں احادیث مبارکہ
کی شروح اور فقہ و دیگر علوم درس نظامیہ کے حواشی ان
علماء دیوبند کثرہم اللہ تعالیٰ کے حصے میں آئے ایک
خاص گروہ ان پاک قدسیہ نفوس کے ان اسلامی کارناموں
سے بغض و حسد کے مارے جل کر انکے خلاف کفر کے
فتوے لگانے میں پیش پیش رہا ہے اور اب بھی ان
دونوں کا مشن اپنا اپنا جاری ہے حضرت ممدوح رح
میں سینکڑوں گوہر نایاب پائے جاتے ہیں مولانا
حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی مولانا مفتی محمد شفیع
دیوبندی مولانا سعید اکبر آبادی مولانا محمد منظور نعمانی
اور قاری محمد طیب صاحب جیسے اولوالعزم نامور
علماء کرام حضرت رح کے شاگردوں میں سے ہیں آپکے
علوم متبحر تو اس سے بھی معلوم ہو جاتا مگر آپ کی
ایک اور خصوصیت ایسی ہے کہ آپ کے اس مختصر
سے تذکرہ میں اس کا ذکر بہت ہی ضروری ہے
وہ یہ کہ وقت کی پابندی میں آپ اپنے اساتذہ سے
بھی آگے نکل گئے تھے ویسے بھی وقت کی پابندی درس
کے لیے اور طلباء و معلم کے لیے ایک ضروری امر ہے
یہ حضرت ممدوح رح کا طغرائی امتیاز رہا ہے حضرت
ابن الانور مولانا محمد انظر شاہ کاشمیری مدظلہ العالی کی
روایت کے مطابق "سردی ہو یا گرمی جاڑہ ہو یا
موسم برسات بیماری ہو یا تندرستی شادی ہو یا غمی
بہر حال مولانا کا اصول یہ رہا کہ سبق ہر حالت میں
وقت مقرر پر ہونا چاہیے کمرہ میں گھڑی موجود ہے
ابھی درس گاہ ہی پہنچنے کے لیے کم از کم دس منٹ باقی
ہیں۔ حضرت نے اپنی بغل میں کتاب دبائی اور اپنے
کمرہ کو مقفل کرنا شروع کر دیا پانچ منٹ رہتے ہیں
مگر حضرت کا اضطراب نہ پوچھئے کبھی ادھر ٹہل
رہے ہیں اور کبھی ادھر مدرسہ کے گھنٹہ پر چوٹ پڑی
تو حضرت رح درس گاہ کی طرف عجلت سے قدم اٹھانے
شروع کر دیئے گھنٹہ بجانے والا ابھی فارغ نہیں ہوا
کہ آپ درس گاہ پہنچ گئے اور اگر طالب علم نے عبارت
پڑھنے میں تاخیر کی تو پھر "جی جی" کے تقاضوں سے
طالب علموں کے ہوش اڑ گئے۔ میں نے دیکھا ہے کہ
آپ نے چھ چھ گھنٹے مسلسل اسی بشاشت و نشاط
سے درس دیا ہے ہجوم افکار اور گوناگون مشاغل
کبر سنی اور ضعف قویٰ کے باوجود وقت کی پابندی
ہمیشہ کے لیے معمول رہی حتیٰ کہ بارہا ایسے حال پر

ملتان کے لیل و نہار — محمد یعقوب شیخ

عظیم جدوجہد میں ہمیں تنہا چھوڑنے والے اسکی تکمیل میں شریک ہو جائیں۔ مفتی محمود

اسلامی نظام کے بعد پاکستان خوشحالی کا گہوارہ بن جائے گا۔ عبداللہ ابن سبیل امام کعبہ

پاکستان قومی اتحاد کے صدر جناب مولانا مفتی محمود صاحب نے ٹیلیفون پر بتایا کہ امام کعبہ ملتان آئیں گے یہ پیغام موسم خزاں میں بہار کی حیثیت رکھتا تھا۔ ضلع و شہر کے قومی اتحاد کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ پروگرام بنا حضرت مفتی صاحب انتظامات کی نگرانی کے لیے خود ملتان آ گئے اس سے کارکنوں کے حوصلوں میں اضافہ ہوا اور دنوں کا کام گھنٹوں میں مکمل کر لیا گیا۔ امام صاحب کراچی سے ملتان پہنچے تو ہوائی اڈہ پر ان کا زبردست استقبال ہوا اور جلوس کی صورت میں کینال ریسٹ ہاؤس لایا گیا۔ صدر بازار سے ریلوے روڈ حرم گیٹ، بوہڑ گیٹ، نواں شہر ہر جگہ لوگ سڑکوں پر کھڑے تھے انہوں نے نعرے لگائے اور پھول نچھاور کئے۔

دوپہر کا کھانا کمشنر ملتان کی طرف سے تھا۔ پروگرام کے مطابق امام صاحب ملتان سٹیڈیم پہنچے اور نماز ظہر پڑھائی۔ خاکساروں نے ۲۱ گولوں کی سلامی دی۔ صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن کی تلاوت سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی رہنما جناب اشرف خاں نے تقریر کی۔ بعد میں حضرت مفتی صاحب نے عربی میں خیر مقدم کیا اور بعد میں اُردو میں تقریر کی۔ قومی اتحاد ۱۲ ربیع الاوّل کو اسلامی نظام نافذ کرا کے قوم سے سرخرو ہو گیا ہے۔ اگر شیڈول کے مطابق انتخابات نہ کرائے گئے تو اکتوبر کے بعد حکومت سے الگ ہو جائیں گے۔

برصغیر میں اسلام کی ابتداء

حضرت مفتی صاحب نے امام کعبہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ میں ملتان کے شہریوں کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہوئے بے حد خوشی محسوس کرتا ہوں برصغیر میں دین اسلام کی ابتداء محمد بن قاسم کی ملتان میں آمد سے ہوئی۔

جمہوریت کی خدمت

مسلمانوں کی حکومت کمزور ہوئی تو انگریز ملک پر مسلط ہو گیا۔ ہم نے جنگِ آزادی لڑی ملک آزاد ہو گیا۔ اور پھر ملک کا بڑا حصہ پاکستان کے نام پر ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے وجود میں آیا ایک عرصہ متحد رہنے کے بعد وطن عزیز دو حصوں میں تقسیم ہو کے رہ گیا اور اب ہم قدرے چھوٹے پاکستان میں موجود ہیں۔ زندگی بھر ہم نے جمہوریت اور نمائندہ حکومت کا مطالبہ کیا۔ ہماری ماضی صاف اور روشن ہے۔ پہلی بار مارشل لاء حکومت سے تعاون کر کے ایک غیر نمائندہ حکومت کا ساتھ دیا۔ اگر ہم حکومت کا ساتھ نہ دیتے تو حالات شاید قابو سے باہر ہو جاتے۔

موتی پالیا ہے

یہ حقیقت ہے کہ مارشل لاء حکومت سے تعاون کر کے ہم نے اپنے آپ کو بڑے امتحان میں ڈالا ہے۔ ہم نے سمندر میں چھلانگ لگائی ہے ایک موتی کی تلاش میں اور یہ موتی مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ جان داؤ پر لگانی پڑتی ہے۔ گرداب میں پڑ کر مقابلہ کرنا پڑتا ہے ہماری مشکلات کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو کنارے پر کھڑے مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں ہماری مشکلات کا احساس نہیں میں ان کو بھائیوں کی طرح دعوت دیتا ہوں وہ آئیں ہمارا ساتھ دیں۔ پارلیمنٹ میں مولانا نورانی پارلیمانی سیکرٹری تھے اور میں اپوزیشن لیڈر۔ اگر اس وقت ہم اکٹھے کام کر سکتے تھے تو آج کیوں نہیں کر سکتے؟ میں اتحاد کے ساتھ ہوں انتشار کے ساتھ نہیں ہوں۔ اس لیے بار بار اپنے پرانے ساتھیوں کو دعوت دیتے ہیں وہ گالیاں دیتے ہیں میں دعا دیتا ہوں۔ وہ جس قدر بھی گالیاں دیں میں جواب نہیں دوں گا۔

۱۲ ربیع الاوّل کو جو اعلان صدر مملکت نے کیا ہے وہ بہت مبارک اور خوش آئند ہے۔ ہم نے جس موتی کی تلاش میں جان جوکھوں میں ڈالی وہ موتی ہم کو اللہ کے فضل سے مل گیا ہے۔ ان موتیوں میں ان کا حصہ تھا مگر الگ ہونے کی صورت میں دوست محروم رہ گئے ہیں۔ کتنی ہی اچھی بات ہوتی کہ یہ ہمارے ساتھ ہوتے۔ آئندہ بھی ہمیں ان کی ضرورت ہے ابھی کشمیر حاصل کرنا ہے۔ میں ایک بار پھر اپنے قدیم ساتھیوں کو دعوت دیتا ہوں۔ عظیم جدوجہد میں تنہا چھوڑنے والے اس کی تکمیل میں شریک ہو جائیں۔

قوم کا اتحاد

ہمارا قومی اتحاد کارکنوں یا لیڈروں کا اتحاد نہیں قوم کا اتحاد ہے یہ ہمیشہ برقرار رہے گا۔ اور اس وقت اصل قوت یہی ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں ہماری زندگیاں اس کے لیے وقف ہیں۔ میں عمر بھر اتحاد کے لیے کام کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ جب تک ہم زندہ ہیں خدمت کرتے رہیں گے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے اور پاکستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔ تاکہ یہاں ایک پاکیزہ معاشرہ پیدا ہو اور پاکستان خوشحالی اور امن کا گہوارہ بن

جائے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

نوجوانوں کی ذمہ داری

مفتی صاحب کی فاضلانہ تقریر کے بعد اسٹیج سیکرٹری سید خورشید عباس گردیزی نے اعلان کیا کہ اب امام صاحب خطاب فرمائیں گے۔ مگر اسٹیج پر بیٹھے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ امام صاحب کے صاحبزادہ کو بھی تقریر کے لیے لایا جائے۔ امام صاحب کے صاحبزادہ جناب عبدالعزیز آئے اور عربی میں خطاب شروع کیا۔ ملتان کے فاضل جناب مولانا محمد یاسین صاحب نے اس کا ترجمہ کیا۔ میں سعودی عرب کے نوجوانوں کی محبت اور سلام لے کر آیا ہوں۔ میں پاکستان کے نوجوانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ان کی جدوجہد سے اسلامی نظام کے نفاذ کی ابتدا ہو چکی ہے آپ علماء کی قدر کریں انہوں نے عظیم جدوجہد کی ہے۔ جیسے کہ مفتی صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ انہوں نے خطرات کا سامنا کیا۔

علماء کے بعد سب سے بڑی ذمہ داری جو ہے پاکستان کے نوجوانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ اور اس کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔ میں والد صاحب اور آپ کے درمیان زیادہ دیر تک حائل نہیں ہونا چاہتا اس لیے اجازت چاہتا ہوں۔

تفرقہ بازی سے اجتناب کریں

امام صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں آپ کی خوشی اور مسرتوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں۔ میں اپنی حکومت۔ علماء اور دیندار لوگوں کی طرف سے آپ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اور محبت کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ جنرل محمد ضیاء الحق سے ہمارا تعاون ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہم حرم پاک میں بیٹھے ہوئے پاکستان کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں سب کیلئے خصوصاً قومی اتحاد کے رہنماؤں کیلئے۔ رب العزت آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ جن لوگوں نے اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے کوششیں کی ہیں میں ذمہ داری سے یہ قرار دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں تعلیم دیتا ہوں کہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیں اور سچے لوگوں کا ساتھ دیں۔ اللہ سبحانہٗ کی عبادت کریں۔ توحید پر قائم رہیں کسی کو شریک نہ بنائیں اور نبی پاکؐ کی سنت پر قائم رہیں اور عمل پیرا ہوں۔ تفرقہ بازی سے اجتناب کریں۔ جب کوئی قوم اس کا شکار ہو جاتی ہے تو تباہ ہو جاتی ہے سعودی عرب کے تمام شہر قحط اور بدامنی کا شکار تھے۔ ایک مصلح امام محمد بن عبداللہ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ سے عربوں کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ آج سعودی عرب میں ہر طرف خوشحالی ہے امن ہے یہ اس لیے کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور نبیؐ کی سنت پر عمل کیا۔

علماء کا مقام

سعودی حکومت کا سربراہ خالد بن عبدالعزیز علمائے سعودیہ سے رائے طلب کرتا ہے اور علماء کرام کے مشورہ کو قبول کرتا ہے۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ میری اطاعت کرو گے تو بدامنی ختم ہو جائے گی اور اس کی جگہ امن اور سلامتی آجائے گی۔ میں پاکستان کے دیندار عوام اور علماء جن کے دلوں کو اللہ نے دین سے منور کیا ہے اپیل کرتا ہوں کہ متحد ہو جائیں۔ دین جو ہے خیر خواہی ہے۔ میں پاکستان کے علماء مفتی محمود۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ میاں طفیل محمد اور سیاسی رہنماؤں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ عظیم جدوجہد سے اللہ کے نظام کی ابتداء ہو چکی ہے اور صدر ضیاء الحق کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو ایک تاریخی اعلان فرمایا ہے۔ میں آپ کی محبت اور اخوت اسلامی سے بہت متاثر ہوا ہوں انقلاب کا حامی و ناصر ہوں۔

امام صاحب اختتام جلسہ پر ایک بار پھر نماز پڑھانے کی جگہ پر تشریف لے گئے اور نماز عصر پڑھائی۔ اور پھر مدرسہ قاسم العلوم تشریف لے گئے اور دعوت استقبالیہ میں شریک ہوئے مولانا مفتی محمود نے علماء کی ملکی اور دینی خدمات تفصیل سے بیان کیں اور ایک دینی مدرسہ میں تشریف آوری پر امام صاحب کا خیر مقدم کیا۔

بعد عشاء قاسم باغ میں ٹریڈ چیمبر ملتان کے عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے امام صاحب نے کہا کہ میں آپ کی محبت سے بہت خوش ہوں اور مولانا مفتی محمود کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ سارا دن میرے ساتھ رہے۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میں اس جگہ موجود ہوں اور مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی کہ آپ لوگوں کے اندر دین سے بہت رغبت ہے اور آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہی رغبت تھی کہ انہوں نے محمد بن قاسم کی دعوتِ اسلام کو قبول فرمایا۔ یہاں کے علماء کی بہت خدمات ہیں انہوں نے تفسیریں لکھیں۔ حدیث پاک کی شرحیں لکھیں یہی وجہ ہے کہ یہاں اسلام اور دین کا ذکر بہت زیادہ ہے۔ اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ اس نقشہ پر ایک عظیم مملکت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

نورانی کرنیں

اللہ کے فضل سے اس مبارک مہینہ میں اس خواب کی تعبیر مکمل ہوگئی جس کے لیے آپ کو بہت جدوجہد کرنی پڑی اور ۱۲ ربیع الاول کو وہ سورج طلوع ہوا جس کی کرنیں اسلام کے نظام کا پیام لائیں۔

تاجر حضرات سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ تجارت اسی طریقہ سے کرتے ہوں گے جس طرح کا حکم ہے۔ نبی پاک نے تجارت کی اور اس سے جو نفع ہوا اس رقم سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا آپ کے سپاسنامہ کی روح سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ تجارت میں پاکیزگی کا احساس رکھتے ہیں۔

مثالی تاجر

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بڑے تاجر تھے انہوں نے ہمیشہ اپنے مال کو اسلام کی خدمت میں خرچ کیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر آپ نے ایک سو اونٹ بمع سامان حرب پیش کئے اور نبی پاک کی اپیل پر ان کو تین گنا کر دیا اس پر نبی پاک نے آپ کو جنت کی بشارت دی۔

آپ جو تجارت کرتے ہیں اس پر ٹیکس دیتے ہیں اس سے رفاہ عامہ کے کام ہوتے ہیں سڑکیں بنائی جاتی ہیں اس لیے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہے جس قدر رزق اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مل جاتا ہے اللہ کسی کو

باقی صفحہ ۱۲ پر

اسلامی نظام کے نفاذ سے معاشرہ جرائم سے پاک ہو جائیگا

ضلع گوجرانوالہ میں وفاقی وزیر امور کشمیر حاجی فقیر محمد خان کا خطاب

وفاقی وزیر امور کشمیر و قبائل و سرحدی علاقہ جات کے وفاقی وزیر حاجی فقیر محمد خان ۱۴ فروری ضلع گوجرانوالہ اور ضلع سیالکوٹ کے چار روزہ دورہ پر سوہدرہ پہنچے تو سرکاری حکام کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں ڈاکٹر غلام محمد اور حافظ عبد الوحید ایڈووکیٹ پاکستان قومی اتحاد کے بزرگ راہنما حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی اور جمعیت طلباء اسلام کے ضلعی راہنما حافظ منیر احمد نے سینکڑوں افراد کی معیت میں ان کا خیر مقدم کیا جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی حاجی فقیر محمد خان صاحب کے ہمراہ اسلام آباد سے سوہدرہ پہنچے۔

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے راہنما اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کے نواسے جناب حافظ عبد الوحید ایڈووکیٹ نے حاجی صاحب موصوف کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں جمعیۃ کے راہنماؤں کے علاوہ سرکاری حکام اور پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں نے شرکت کی۔ استقبالیہ کے بعد کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حاجی صاحب نے اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کے فیصلوں اور عزائم پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اسلامی قوانین کے نفاذ سے معاشرہ بہت جلد جرائم سے پاک ہو جائے گا۔ قصبہ کے راہنماؤں جناب حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی اور جناب سید چوہنے پیر شاہ صاحب نے حاجی صاحب کی تشریف آوری پر ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی ملی و دینی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور انہیں قصبہ کے اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی جن کے حل کے لیے حاجی فقیر محمد خان صاحب نے اسسٹنٹ کمشنر وزیر آباد کو موقع پر ہدایات جاری کیں سوہدرہ سے حاجی صاحب نے ضلع سیالکوٹ کے دو روزہ دورہ پر روانہ ہو جانا تھا اور ضلع سیالکوٹ جمعیۃ کے امیر حضرت مولانا محمد فیروز خان انہیں لینے کے لیے سوہدرہ پہنچے ہوئے تھے اس لیے حاجی صاحب سوہدرہ میں مختصر قیام کے بعد مولانا زاہد الراشدی اور مولانا محمد فیروز خان کے ہمراہ ضلع سیالکوٹ کے دورہ پر ڈسکہ روانہ ہو گئے۔

ضلع سیالکوٹ میں ڈسکہ، سیالکوٹ، نارووال شکر گڑھ اور پسرور کا دورہ مکمل کرنے کے بعد آپ ۱۵ فروری کو عشاء سے قبل گوجرانوالہ کینال ریسٹ ہاؤس پہنچے جہاں ضلعی حکام اور پاکستان قومی اتحاد اور جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں نے ان کا خیر مقدم کیا گوجرانوالہ کے ممتاز صنعتکار اور جمعیۃ علماء اسلام کے سرگرم راہنما حافظ شیخ بشیر احمد نے حاجی صاحب کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں سیاسی راہنماؤں، کارکنوں اور معزز شہریوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ عشائیہ کے بعد ریسٹ ہاؤس میں حاجی صاحب نے آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس، جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر لبریشن لیگ اور مہاجرین جموں و کشمیر کے مختلف وفود سے ملاقات کی اور ان سے مہاجرین کو در پیش مسائل معلوم کرنے کے علاوہ انہیں مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلہ میں حکومت کے عزائم سے آگاہ کیا۔

۱۶ فروری کو صبح ۸ بجے حاجی فقیر محمد خان مولانا زاہد الراشدی اور ڈاکٹر غلام محمد کی معیت میں گھیالی پہنچے اور جمعیۃ علماء اسلام کے سرگرم رفیق جناب حافظ عطاء اللہ کی قیام گاہ پر ناشتہ اور کارکنوں سے مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کے بعد قلعہ دیدار سنگھ روانہ ہو گئے جہاں آپ نے بلدیہ ہال میں ایک کھلی کچہری کی صورت میں شہریوں کے مسائل سنے اور ان کے حل کیلئے موقع پر موجود حکام کو ہدایات جاری کیں اس کے بعد مرکزی جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ میں یوم تشکر کے سلسلہ میں جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت بزرگ عالم دین اور گذشتہ انتخابات میں اس حلقہ سے قومی اسمبلی کے لیے پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب نے کی مسلسل بارش کے باوجود جلسہ کی حاضری بہت زیادہ تھی جلسہ سے مولانا زاہد الراشدی اور ڈاکٹر غلام محمد نے بھی خطاب کیا اور حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کی کوششوں پر روشنی ڈالی جلسہ کے اختتام پر مولانا قاضی عصمت اللہ نے دعا کی۔ قلعہ دیدار سنگھ سے فراغت کے بعد وفاقی وزیر امور کشمیر اور ان کے رفقاء گوجرانوالہ کی تاریخی مسجد "مسجد نور" پہنچے جہاں مختصر قیام کے بعد حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی۔

ایک وفاقی وزیر کو منبر رسولؐ اور مصلیٰ پر دیکھ کر شہریوں کے جذبات قابل دید تھے اور حاجی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے زندگی میں یہ پہلا جمعہ پڑھایا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد "مسجد نور" میں ہی پاکستان قومی اتحاد گوجرانوالہ کے زیر اہتمام "یوم تشکر" کے

سلسلہ میں ایک بہت بڑا جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت مقامی اتحاد کے صدر جناب چوہدری محمد اسلم نے کی اور اس سے حاجی فقیر محمد خان صاحب کے علاوہ پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے صدر جناب حمزہ ۔ سیکرٹری جنرل مولانا اسعد الراشدی اور مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد، خان غلام دستگیر خان، مولانا عبدالعزیز راجوروی، مولانا ضیاء الدین آزاد، شیخ محمد انور اور دیگر راہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جلسہ عام کو بتایا کہ حکومت انتظامیہ کی اصلاح اور رشوت کے خاتمہ کے لیے بھی قوانین مرتب کر رہی ہے جو بہت جلد نافذ کر دیئے جائیں گے آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ حکومت سے تعاون کریں کیونکہ عوام کی حمایت و تعاون کے بغیر کوئی حکومت کامیاب نہیں ہو سکتی۔

جلسہ عام کے بعد جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے ناظم اور جمعیت اہلسنت والجماعت کے سرگرم راہنما علامہ محمد یوسف عثمانی نے اپنی رہائش گاہ پر حاجی فقیر محمد خان صاحب کو پُر تکلف ظہرانہ دیا جس میں پاکستان قومی اتحاد اور جمعیت علماء اسلام کے سینکڑوں راہنماؤں اور کارکنوں نے شرکت کی۔

ظہرانہ کے بعد حاجی صاحب موصوف گکھڑ روانہ ہوگئے جہاں مرکزی جامع مسجد میں نماز عصر کے بعد پاکستان قومی اتحاد گکھڑ کی طرف سے "یوم تشکر" کے سلسلہ میں جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت قومی اتحاد کے ضلعی صدر اور ممتاز مسلم لیگی راہنما چوہدری فقیر اللہ خان ایڈووکیٹ نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حاجی فقیر محمد خان صاحب نے عوام کو یقین دلایا کہ ہم نے دو مقاصد (۱) اسلامی نظام کے نفاذ اور (۲) انتخابات کے انعقاد کے لیے حکومت میں شمولیت اختیار کی تھی اور ہم ان مقاصد سے کبھی انحراف نہیں کریں گے آپ نے اس استدلال سے اتفاق نہیں کیا کہ اسلامی قوانین کے نفاذ سے پہلے معاشرہ کی اصلاح ضروری ہے اور کہا کہ معاشرہ کی اصلاح کے لیے ہی تو اسلامی قوانین نافذ کئے جاتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم نے صرف حدود نافذ نہیں کیں بلکہ زکوٰۃ و عشر کے نظام کے ذریعہ معاشی اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھایا ہے اور اس نظام کے تحت ہر محلہ اور گاؤں میں باکردار لوگوں پر مشتمل کمیٹیاں زکوٰۃ اور عشر وصول کر کے نادار اور مستحق لوگوں میں تقسیم کریں گی جس سے معاشرہ بہت جلد بھوک اور افلاس سے نجات حاصل کرے گا۔

پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے صدر جناب حمزہ نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا آغاز ایک اہم واقعہ ہے اور ہمیں اس پر مسرت کے اظہار کے ساتھ ساتھ ان ذمہ داریوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو اس نظام کی کامیابی کیلئے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ نے کہا کہ علماء کرام کو فرقہ وارانہ اختلافات سے بالاتر ہو کر اس سلسلہ میں قوم کی راہنمائی کرنی چاہیے

جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام کی برکات سے ہم بہت جلد معاشرہ کو جرائم اور بھوک افلاس سے پاک کر لیں گے اور انشاء اللہ العزیز پوری دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشرہ پیش کر سکیں گے۔

جلسہ کے بعد حاجی صاحب نے جمعیت کے مقامی امیر ملک محمد اقبال صاحب کی طرف سے دیئے گئے عصرانہ میں شرکت کی۔

حاجی فقیر محمد خان صاحب نے پروگرام کے مطابق ۱۷ فروری کو حافظ آباد، علی پور چٹھہ، نوشہرہ ورکاں کاموکے اور دیگر مقامات کا دورہ کرنا تھا لیکن پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کی طرف سے وفاقی وزراء کا اجلاس طلب کئے جانے پر حاجی صاحب پروگرام مختصر کر کے گکھڑ سے اسلام آباد روانہ ہوگئے۔

بقیہ: ملتان کے لیل ونہار

رزق کی فراخی سے آزماتا ہے اور کسی کو رزق کی تنگی سے اللہ دانا ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس سے قبل سپاسنامہ شیخ عبدالحمید نے اردو میں پڑھا جس کا ترجمہ حضرت مولانا مفتی محمود نے فرمایا۔ امام صاحب نے کینال ریسٹ ہاؤس میں آرام کیا اور دوسرے روز شیخ خضر حیات کی طرف سے دیئے گئے عصرانہ میں مختصر خطاب کیا اور اسلام آباد تشریف لے گئے ہوائی اڈہ پر قومی اتحاد کے رہنماؤں اور کارکنوں نے امام صاحب کو الوداع کیا۔

بقیہ: اللہ والوں کی دنیا

سبق پڑھانے کے لیے تشریف لاتے کہ آپکو سخت بخار ہوتا لیکن درس جاری رہتا آپ سخت سے سخت بیمار ہوتے تمام اطباء و معالجین اور متعلقین کا اصرار ہوتا کہ حضرت اس وقت سبق نہ پڑھائیے مرض کے بڑھ جانے کا سخت امکان ہے لیکن اس سلسلہ میں وہ کسی کی نہ سنتے اور ایسی حالتوں میں آپ اکثر فرماتے کہ "مولوی صاحب اسی میں میرے لیے شفا ہے" اور پھر دیکھنے میں بھی یہی آیا کہ جب تک وہ چارپائی پہ لیٹے ہوئے ہیں بیمار ہی ہیں اور پھر جس وقت درس گاہ میں پہنچ جاتے سبق شروع ہو جاتا تو آپ کی ناسازی مزاج علالت۔ کمزوری اور ضعف وغیرہ سب ختم ہو جاتا حتیٰ کہ آپ کی زوجہ محترمہ مرحومہ فوت ہوگئیں عصر کے بعد اس پاک بی بی کی تدفین کی گئی مگر مغرب کے بعد شمائل ترمذی پڑھانے کے لیے آپ درس گاہ میں موجود تھے سب حیران تھے کہ آج بھی آپ کے لب ولہجہ میں نہ کوئی فرق آیا اور نہ درس کی سرگرمی میں کوئی تغیر آپ اسی پُر جوش و خروش کے ساتھ مسلسل پڑھاتے چلے جا رہے تھے (المخلص) ناظرین کرام! دیکھا آپ نے یہ ایک فرزند دارالعلوم دیوبند کا انتہائی مختصر ترین تذکرہ ہے ان لوگوں نے کیا کام کیا ان کے شب و روز قال اللہ اور قال الرسول میں کیسے بسر ہوتے درس تدریس کے علاوہ بھی کیا کچھ نہیں کیا؟ مگر جن کے دل و دماغ میں فتور تھا اور فتور ہے وہ ان بزرگوں کے ان لازوال کارناموں پر بھی پردہ ڈالتے بلکہ ان کی کردار کشی اور ذاتیات تک حملہ کرنے سے بھی باز نہ آئے مگر الحمد للہ ان کے سب حیلے فریب اور مکر ناکام ہوئے۔ مکروا ومکر اللہ خیر الماکرین کے مطابق الحمد للہ آج بھی حق و صداقت کا یہ گروہ اور کارواں سے رواں دواں ہے اللہ تعالیٰ نے دینی خدمات جیسے ان کے سپرد فرمائی خدمت ملک بھی ان کے ذمہ لگائی ہے جسے احسن طریق پر بلکہ جان کی بازی لگا کر اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے لیے علماء حق کام کر رہے ہیں۔ اللھم زد فزد آپ سب پاکستانی حضرات سے تعاون کی اپیل ہے

مولانا فیض احمد ملتانی

تعزیرات اسلامی کی اہمیّت و افادیّت

۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ کے مبارک دن صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پاکستان میں اسلامی نظام کے بعض قوانین کا اعلان کیا ہے جن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ کا تعلق ملّت اسلامیہ کے اقتصادی مسائل سے ہے اور وہ ہے زکوٰۃ وعشر کا نظام۔ غریب، نادار اور معذور لوگوں کی خوشحالی نظام زکوٰۃ سے وابستہ ہے۔ دوسرے حصہ کا تعلق ملک کے نظام امن سے ہے اور وہ ہے اسلامی حدود و تعزیرات کا نظام۔ پوری قوم کی جان و مال۔ عزت و آبرو اور اخلاق کا تحفظ اسلامی تعزیرات پر موقوف ہے۔ اس سلسلہ میں عام فہم اور ناقابلِ انکار حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانون اللہ تعالےٰ کا بنایا ہوا اور بھیجا ہوا قانون ہے۔ اللہ تعالےٰ کا علم کامل ہے۔ وہ ماضی کی طرح ہمارے مستقبل سے بھی باخبر ہے۔ وہ انسانوں کی کمزوریوں۔ مجبوریوں اور انکی مستقبل کی ضرورتوں سے بھی اچھی طرح آگاہ ہے۔ خالق ہونے کی وجہ سے اس کی رحمت کا تعلق مخلوق کے تمام طبقوں سے یکساں ہے۔ امیر ہو یا غریب کارخانہ دار ہو یا مزدور۔ زمیندار ہو یا کسان۔ قانون خداوندی میں سب برابر ہیں۔ اسکی بارگاہ میں جانبداری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح اس کا مادی نظام۔ زمین۔ آسمان۔ چاند اور سورج کا نظام ساری مخلوق کے لیے یکساں مفید ہے۔ مثلاً سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعوں سے امیر کی عالی شان کوٹھی اور غریب کی جھونپڑی میں بیک وقت اجالا ہو جاتا ہے۔ اس کی پیدا کی ہوئی ہوا اور پانی سے سب لوگ برابر فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح اس کا روحانی اور تشریعی نظام بھی ہر طبقے کے لوگوں کے لیے سراپا رحمت اور یکساں مفید ہے اس میں کسی طبقہ کے مفادات کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

انسانی قانون کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انسان کا علم ناقص ہے۔ وہ مستقبل سے نا آشنا ہے۔ پھر انسان اپنی طبعی وفطری کمزوری کی وجہ سے غیر جانبدار بھی نہیں رہ سکتا۔ ظاہر ہے کہ اگر سرمایہ دار قانون بنائے گا تو وہ غریب و نادار کے مفادات کا تحفظ نہیں کر سکے گا۔ اور اگر قانون سازی غریب کے ہاتھ میں ہو تو وہ سرمایہ دار سے صدیوں کا انتقام لینے کی کوشش کرے گا۔ موجودہ دور میں مغربی اور اشتراکی نظاموں کا تصادم اور مختلف طبقوں کی نہ ختم ہونے والی باہمی کشمکش میری معروضات کا واقعاتی ثبوت ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ بے لاگ اور تمام طبقوں کے مفادات کا محافظ قانون صرف اور صرف اللہ کا قانون ہے۔ یہ تو اسلامی قانون کے متعلق عمومی اور اجمالی بات تھی۔ اب ہم ہر حصّے کے متعلق ذرا تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

زکوٰۃ وعشر کا نظام اسلام کے اقتصادی نظام کا ایک جلی عنوان ہے اس کے تحت صدقہ فطر۔ قربانی۔ وراثت۔ نفقات بہت سے ابواب درج ہیں جن کی تفصیل کی اس وقت فرصت نہیں۔

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ مسلمان اسے عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ خدا کی ذات پر ایمان اور قیامت کے روز خدا کی طرف سے باز پرس کا یقین اس رکن اسلامی کے ادا کرنے کا حقیقی محرک ہے۔ جسطرح نمازی آدمی اپنی نماز ادا کرتے وقت احتیاط کرتا ہے۔ اگر اس سے کوئی مخفی غلطی بھی ہو جائے تو وہ خود کسی عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر اپنی غلطی کا ازالہ کر لیتا ہے۔ اسی طرح عبادت سمجھ کر زکوٰۃ ادا کرنے والا مسلمان بھی اس فرض کی ادائیگی میں وہ راستہ اختیار نہیں کر سکتا جو ٹیکس دہندہ ٹیکس دیتے وقت اختیار کرتا ہے۔ اسمیں خیانت اور اخفاء کے تمام راستے مسدود اور بند رہتے ہیں۔

پھر زکوٰۃ کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی متفقہ ہدایت ہے کہ صدقہ وزکوٰۃ صرف حلال مال سے دیا جائے حرام مال سے صدقہ دینا سخت گناہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۲۶۷ (ترجمہ) اے ایمان والوں اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔ بخاری ومسلم کی صحیح حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ لایقبل اللہ صدقۃ من غلول۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ حرام مال سے صدقہ قبول نہیں فرماتے۔

قرآن وحدیث کی ان تعلیمات وہدایات کی بناء پر عبادت سمجھ کر زکوٰۃ ادا کرنے والا شخص اپنے مال کو پاک رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنی آمدنی کے ذرائع پر نظر ثانی کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اس کے مال میں حرام کی ملاوٹ نہ ہو جائے۔ حلال کمائی کا فکر اسے بہت سی اخلاقی اور قانونی غلطیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اپنے ذرائع کسب کو رشوت۔ چوری اور دھوکہ وغیرہ سے پاک رکھتا ہے۔ موجودہ ٹیکس کا نظام اس محافظ جذبہ سے عاری ہے۔ نظامِ زکوٰۃ پر چلنے والے انسان اپنی آمدنی کے وسائل اور ذرائع کو حرام سے ملوث نہیں کرتا۔ اسی طرح وہ حلال مال کے مصارف پر بھی کڑی نگاہ رکھتا ہے تاکہ اس کا حلال مال بے جا خرچ نہ ہو۔ وہ اسراف و تبذیر اور فضول خرچی کی تمام صورتوں سے دور رہتا ہے۔ عیاشی و فحاشی۔ جوا اور شراب نوشی جیسے مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ ویسے بھی عموماً حلال مال محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور حرام کے مقابلہ

میں مقدار میں بھی کم ہوتا ہے اس لیے بھی مالک اس کی قدر کرتا ہے اور وہ عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ کثرتِ مال سے جو اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں نظامِ زکوٰۃ ان کی مؤثر روک تھام کرتا ہے۔ لیکن نظامِ ٹیکس نظامِ زکوٰۃ کی ان برکات و ثمرات سے یکسر محروم ہے۔ اب اسلامی حدود و تعزیرات کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ اسلامی تعزیرات اور حدود و قصاص کی غرض و غایت ملک میں پائیدار امن کا قیام ہے۔ امن کی حقیقت یہ ہے کہ بلا استثناء مذہب و ملت ملک کے ہر باشندے کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہو۔ جان کی حفاظت کے لیے قصاص کا قانون مقرر ہے۔ اگر قصاص کا قانون مؤثر طور پر نافذ ہو اور قتل کا ارادہ رکھنے والے شخص کو یقین ہو کہ اگر اس نے دوسرے شخص کو قتل کیا تو وہ بھی اس کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکے گی۔ نہ اس کا بڑے سے بڑا عہدہ اور منصب کام آئے گا نہ سرمایہ و دولت اسے چھڑا سکے گی اور نہ اس کے تعلقات اسے بچائیں گے اور نہ ہی قانونی موشگافیاں قصاص کے قانون کے نفاذ میں حائل ہوں گی تو یقیناً وہ شخص قتل جیسے معیب جرم کا ارتکاب کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے گا اور ہرگز ہرگز یہ حرکت نہیں کرے گا۔ اس طرح وہ شخص خود بھی قتل سے بچ جائے گا۔ اور جس کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ بھی بچ جائے گا۔ اسی لیے قرآن مجید نے قصاص کو حیٰوۃ سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے "ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اُولی الالباب" (بقرہ آیت ۱۷۹) "اے عقلمندو تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے"۔

مال کی حفاظت کے لیے "حدِ سرقہ" (چوری کی سزا) مقرر ہے۔ تعزیرات اور جرائم پر سزا جاری کرنے کا مقصد جرائم کا انسداد اور ان کی روک تھام ہے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے میں اسلامی تعزیرات بے بدل اور بے مثال ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چوری کی وجہ جہالت و غربت ہے۔ اگر ملک سے جہالت و غربت کا خاتمہ کر دیا جائے تو چوری جیسے جرائم از خود ختم ہو جائیں گے واقعات اس نظریہ کے خلاف شہادت دیتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی سالانہ رپورٹیں گواہ ہیں کہ اس وقت سعودی مملکت میں جرائم کی شرح دنیا کے تمام ممالک سے کم ہے۔ انسداد جرائم کے ماہرین اور دانشمند سعودی عرب میں جرائم کم ہونے کی یہی وجہ بتاتے ہیں کہ وہاں پر اسلامی تعزیرات اور اسلام کا قانون قصاص و حدود نافذ ہے۔ واقعات کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ جرائم کے انسداد کے لیے سب سے بہتر اور مؤثر کامیاب قانون صرف اسلامی قانون ہے۔

اس کے برعکس امریکہ کا مشہور واقعہ ہے جو تھوڑا عرصہ قبل اخبارات کی زینت بن چکا ہے۔ کہ وہاں ہر چند گھنٹے بجلی بند ہوئی اور بھرے بازار میں کروڑوں روپے کا سامان لوٹ لیا گیا۔ امریکہ کی مادی ترقی۔ علم و تہذیب۔ دولت و ثروت کی فراوانی اور وہاں کا مضبوط قانون اور نظم و نسق کوئی بھی چیز امریکی عوام کو اس اجتماعی ڈاکہ زنی اور لوٹ مار سے باز نہیں رکھ سکی اس سے یہی واضح ہوا کہ کثرت جرائم کی علت جہالت و غربت نہیں بلکہ انسان کے وضع کردہ قانون کی بنیادی کمزوری ہے۔ انسان کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے اسلامی قانون میں "حد زنا" اور "حد قذف" مقرر ہے۔ اس قانون کی اہمیت وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جن کے ہاں عصمت و عفت کی کوئی اہمیت ہے موجودہ غیر اسلامی تہذیب میں خواہ وہ مغربی تہذیب ہو یا مشرقی عصمت و آبرو غیرت و حیاء کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ لیکن اسلامی تہذیب اور اسلامی معاشرہ میں سب سے قیمتی شئے انسان کی جان و مال سے بھی زیادہ۔ علماء اسلام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ مسلمان کے لیے اپنے مال کا دفاع کرنا جائز ہے۔ واجب نہیں، جان کا دفاع کرنا بعض کے ہاں واجب ہے اور بعض کے ہاں واجب نہیں صرف جائز ہے۔ لیکن عصمت و آبرو کا دفاع بالاجماع واجب ہے۔

انسان کو حیوان سے ممتاز کرنے والی ایک چیز غیرت و حیا اور اپنی عزت و آبرو کا احساس ہے۔ اس احساس میں متقی و پارسا اور فاسق و گنہگار لوگ سب شریک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو لوگ نماز و روزہ کے پاس تک نہیں جاتے وہ اپنی بیٹی، بہن وغیرہ کی آبرو کی حفاظت کے لیے اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔

الغرض اسلام کی نگاہ میں عصمت و آبرو جان و مال سے بھی قیمتی شئے ہے اسی لیے اس کی حفاظت کیلئے سخت پہرے بٹھا دیئے گئے اور سنگین سزا مقرر کی گئی۔ اسلامی تعزیرات میں سب سے آخری چیز "حدِ خمر" ہے یعنی شراب نوشی کی سزا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نعمتوں میں سے ایک انتہائی قابل قدر نعمت عقل ہے جو انسان کو عطاء کی گئی ہے۔ یہ ایک بہترین عطیہ خداوندی ہے۔ عقل و فکر انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ اگر عقل نہ ہو تو انسان کی ساری خصوصیات ختم ہو جائیں اور وہ جنگل کا ایک حیوان دکھائی دے۔ انسان کے سارے دنیاوی کمالات۔ علم و تہذیب۔ صنعت و حرفت اور سائنسی ترقی عقل انسانی کی مرہون منت ہے اس جہان کی ساری رونقیں اس نعمت عقل سے وابستہ ہیں۔ شراب خانہ خراب عقل انسانی کی دشمن ہے۔ شرابی اور نشہ سے بدمست انسان اپنے بزرگ۔ باپ۔ استاد۔ پیر اور حاکم اعلیٰ کا احساس نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے عزیز بچوں پر شفقت کرنے سے بھی عاجز ہو جاتا ہے۔ ماں۔ بہن اور بیوی کا امتیاز کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ وہ انسان کا جوہر کھو کر ایک درندہ صفت حیوان کا کردار ادا کرتا ہے۔

اس لیے اسلام نے شراب نوشی کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اور اس پر عبرتناک سزا مقرر کی ہے۔ شراب اس قدر مضر اور قابل مذمت ہے کہ اس میں ملوث ہونے والا ہر شخص رحمت خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شراب پینے والا۔ اٹھانے والا اور لانے لے جانے والا خدا کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اسلامی قانون کی برکتوں سے نوازے۔ آمین۔

شاہ نے کہا

”میرا کارواں کیوں رُک گیا“

شاہ مجھے
گورکن نظر
آرہے تھے

روزنامہ ”دی آبزرور“ (۷ جنوری ۷۹ء)

اینڈریو ڈونکن کی شاہ ایران کے ساتھ بے لاگ گفتگو جس کے بعد اس نے کہا ”ایسا لگتا تھا گویا اب ان (شاہ) میں مقابلے کی سکت نہیں رہی“۔

یہ اگست ،، ء کی بات ہے جب میں شاہ سے پہلی بار ملا۔ نیاوران محل کی دوسری منزل پر اپنے بہت بڑے دفتر کے درمیان انہوں نے اٹھ کر میرا استقبال کیا۔ اپنی تصاویر اور اس تاثر کی نسبت جو ان کے بارے میں عوام کے ذہن میں ہے میں نے انہیں چھوٹا اور شرمیلا پایا۔ بائیں ہاتھ ان کے کام کرنے کی میز، دائیں طرف ایک لمبا صوفہ اور اونچی پشت کی بازوؤں والی کرسی اور کافی میز پہ دھری تھی۔ وہ خود کرسی پہ یوں سیدھے ہو کر بیٹھے جیسے کسی کو بیچ سے کَس دیا گیا ہو۔ جب وہ کوئی مذاق کی بات کرتے یا مسکراتے اگرچہ وہ بہت کم ایسا کرتے تو بھی وہ اسی طرح بیٹھے رہتے۔

ان کی آواز نرم تھی اور جب اپنا کٹی بار دیا ہوا پیغام دہراتے تو ایک آہ سی کھینچتے۔ ایک بزنز سکول ماسٹر کی طرح ان کا مزاج چڑچڑا اور اُکتا دینے والا تھا۔ بار بار کہنے کے بعد پھر سے اپنے کند ذہن شاگردوں کو یہی بتاتے کہ ”اگر وقت کا دھارا اپنی موجودہ سمت میں بہتا رہا تو مغربی معاشروں کا زوال، فسطائیت اور کمیونزم کی آہنی ضربوں کے باعث اس سے بہت پہلے ہو لے گا۔ جتنا کہ خیال کرتے ہیں“۔

سنہری اور بے داغ لباس جو صبح کے اوقات کا درباری لباس ہے۔ پہنے ہوئے دو اردلی جن کے ہاتھوں پر سونے کے بڑے بڑے طشت تھے۔ بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو میری توجہ بٹ گئی۔ ایک طشت میں اونچی سی چائے کی پیالی جسے شاہ نے اپنی کرسی کے بازو پہ سہارا دیا۔ دوسرے میں ایک پیالی میرے لیے۔ پیالی بڑی اور اس کی ڈنڈی چھوٹی اور اتنی تنگ تھی کہ اس میں سے انگلی گزارنا ممکن نہ تھا۔ اور یوں کپکپاتے ہاتھوں کے علاوہ کسی طریقے سے پیالی کو اٹھانا مشکل تھا۔ خصوصاً جبکہ پیالی گرم چائے سے بھری ہوئی بھی ہو۔

کیا میں پیالی کو سوپ کے پیالے کی طرح پکڑ لوں تاکہ مجھے یہ تسلی رہے کہ پیالی گرے گی نہیں اور یوں ساتھ ہی شاہ کے اس یقین کو بھی قوی کر دوں کہ مغرب کے آداب و رُو بہ زوال ہیں۔ یا پھر میں آداب کے ناممکن مطالبات کے سامنے جھک جاؤں اور یوں خود کو خوفزدہ ظاہر کر دوں یا چائے کے فرش پر گرنے کا خطرہ مول لوں۔ جس کے ساتھ یہ بھی خدشہ تھا کہ پیالی گر کر ٹوٹ ہی جائے۔

اس دوران میں جبکہ میں ان پیچیدہ مسائل سے دست و گریباں تھا میرے لیے خاصا مشکل تھا کہ شاہ کی باتوں پہ پوری توجہ دے سکوں۔ جب کنکھیوں سے میں نے اردلیوں کو نہایت متوازن رفتار سے فرش پر دروازے کی طرف پیچھے چلتے ہوئے دیکھا تو میں مسحور ہو گیا۔ ان کی آنکھیں شاہ پر یوں لگی تھیں کہ پلک بھی نہ جھپکتے تھے اور ان کے جسم کمرے سے آہستہ آہستہ باہر کی طرف یوں جا رہے تھے گویا انہیں کہیں دور سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔ نرم قالینوں پہ ان کے قدم کمال اعتماد اور شعور کیساتھ پھسل رہے تھے۔ سفید دستانے میں لپٹا ہوا ایک ہاتھ ان کی ادب سے جھکی ہوئی کمر پہ تھا اور دوسرا انہوں نے بڑی ٹرے کے نیچے پھیلا رکھا تھا۔

ایسا لگتا تھا جیسے اس سارے کام کے لیے جمناسٹک کا زبردست جسم درکار تھا۔ یا کم از کم وہ پیشہ وارانہ مہارت جو ”بال روم“ میں رقص کیلئے درکار ہوتی ہے۔ سانس تھامے اور لرزتے ہاتھ میں چائے کی پیالی کو لیے میں منتظر تھا کہ درباری رسوم کی یہ ساری عمارت کب کڑکڑا کر ٹوٹ گرے گی اور سونے کے ڈھیر میں تبدیل ہو جائے۔ اور ظاہر البیانہ ہوا تو میں شاہ کی طرف مڑا جو مسلسل ایک ہی لہجے میں بولے چلے جا رہے تھے۔

”حسد کے باعث باہر کی دنیا میں ایران کا نقشہ بہت بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ آخر یہ نئے آنے والے مغرب کے پرانے اور مستحکم معاشروں کو کس طرح ہدفِ تنقید بنا سکتے ہیں؟ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نئے آنے والے ہیں نہیں۔ جبکہ ہماری تاریخ ۲۵ ہزار سال پرانی ہے۔ لیکن گذشتہ تین سو برس میں ہم اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے۔ ہاں یوں ایک لحاظ سے ہم نئے آنے والے ہیں۔ ایران پر تنقید مجھے تکلیف نہیں دیتی بشرطیکہ وہ صحیح معلومات پر مبنی ہوں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس کا بیشتر حصہ ناانصافی پر مبنی ہوتا ہے۔ روبہ زوال اور خودکشی پر آمادہ مغرب کا یہ روّیہ خود اپنی ذات کو ایذا رسانی کا روّیہ ہے۔ ایران میں ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے ”کتے بھونکتے رہتے ہیں مگر کارواں چلتے رہتے ہیں“! لوگ دریدہ دھنی کریں ہمیں پرواہ نہیں! ہو بھی کیوں۔

گورکن

آخری مرتبہ شاہ سے میں ۱۶ ر نومبر کو ملا۔ کابینہ

کے ایک رکن نے مجھے متنبہ کر دیا کہ "پہلے کی نسبت اب تم شاہ کو ایک مختلف آدمی پاؤ گے ۔ وہ آج کل تلخ بھی ہیں اور انہیں اپنی تحقیر کا بھی شدید احساس ہے ۔ لیکن آج کل وہ وہی کر رہے ہیں جس کا مطالبہ ہمارا آئین کرتا ہے۔ وہ ایک آئینی بادشاہ ہیں "۔

جو کچھ میں نے دیکھا نہیں اس کے لیے ابھی تیار نہ تھا ۔

ایک دفعہ پھر میں نیاوران محل گیا لیکن اس بار شاہ کے چھوٹے اور ذاتی دفتر میں ۔ آپ کے تکلفات بھی کم تھے اور چائے بھی نہ تھی ۔ شاہ سیاہ رنگ کا دہرے دامن کا سوٹ پہنے مجھے کوئی گورکن نظر آ رہے تھے وہ پہلے کی نسبت تھکے ہوئے ۔ نحیف اور دبلے لگ رہے تھے ۔ وہ رک رک کر بول رہے تھے اور ان میں پہلے کا تحکم بھی باقی نہ تھا ۔ وہ بہت زیادہ آہیں بھر رہے تھے اعصابی تناؤ کی حالت میں اپنے گال کو اندر کی طرف پچکانے اور کھینچنے ۔ صحیح الفاظ کے چناؤ میں انہیں خاصے وقفے کرنے پڑتے ۔

کیا وہ اب بھی بچ سکتے تھے ؟ کیا وہ ملک چھوڑنا چاہتے تھے ۔ اور اپنی جمع شدہ کثیر دولت سے خوشگوار زندگی گزارنا چاہتے تھے ؟

" ایسے میں انسان کے ذہن میں کچھ بھی خیال آ سکتا ہے "۔

کیا وہ مخالفت کی شدت سے حیرت زدہ ہو گئے تھے ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسا ہی تھا ۔

کارواں اب سست رو تھا ۔

انہوں نے قہقہہ لگایا ۔ عجیب یہ کہ باوجود شدید ذہنی بحران کے وہ پہلے کی نسبت زیادہ آرام میں نظر آتے تھے " کارواں ، ایسا لگتا تھا کہ روک دیا گیا ہے "۔

" کیا یہ دوبارہ چل سکے گا ؟"

" اللہ جانے "

" اس میں تو مایوسی کا رنگ ہے "

" جب آپ کسی شے کے بارے میں یقین سے کچھ نہ کہہ سکیں تو پھر ایسا ہی کہتے ہیں ۔ میں یقین سے کچھ کہہ بھی کیسے سکتا ہوں ؟ یہ کوئی پہلی بار تو ایسا نہیں ہوا ۔ یہ تو ۱۹۵۳ء میں بھی ہوا تھا "

تب انہیں وطن چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا ۔ اب کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ انہیں اپنے اٹھارہ برس کے ولی عہد شہزادہ رضا کے حق میں دستبردار ہو جانا چاہیے ۔

" میرا بیٹا بہت چھوٹا ہے ۔ لوگ صرف یہ سوچتے ہیں کہ صرف میری علیحدگی سے ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ لوگوں کا نشانہ صرف میری ہی ذات ہے جسے وہ ہٹانا چاہتے ہیں ۔ لہذا ایران کو ایک شاہ کی ضرورت ہو گی ۔

" اور یہاں تک تو ہے ٹھیک ۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ایران ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور آئندہ سرخ پرچم تلے پھر متحد ہو گا ۔ اور تم یورپ والے صرف ۳ ماہ میں مر جاؤ گے جب آبنائے ہرمز سے کسی غیر ملک کا تیل نہ گزر سکے گا "

لیکن وہ شاہ کیسے رہ سکتے تھے جب وہ سب سے زیادہ قابل نفرت شے بن چکے تھے ۔ یقیناً لوگ ان کی ذات کے خلاف تھے ۔

" مجھے امید ہے نہیں ۔ کچھ لوگ مجھے اکثریت کے بارے میں مختلف بات کہتے ہیں "

" وہ تو آپ کی تصویروں کو سڑکوں پر جلا رہے تھے "

" درست لیکن یہ تو ایک اقلیت ہو سکتی ہے "

" کیا آپ واقعی سمجھتے ہیں کہ ایسا ہے "

" وہ تو مجھے بھی کہتے ہیں جو خبریں جمع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اکثریت ایسا نہیں سوچتی "۔

یہ تو ایک کمزور جواب تھا جو کسی کو بھی قائل نہیں کر سکتا تھا ۔ آخر ان ہی لوگوں نے تو اپنی خوشامد سے شاہ کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ جہاں پر وہ کسی بھی قسم کی مخالفت برداشت کرنے کو تیار نہ تھے ۔ چند خفا اور اداس لوگوں کو تو وہ گولی کے زور پر اطاعت پر مجبور کر سکتے تھے ۔ اور انہی لوگوں نے شاہ کو نہیں بتایا کہ واقعہ کیا ہے ۔

وہ ایک لمبے وقفے کے لیے خاموش ہو گئے اور جب بولے تو تذلیل اور شرمساری سارے کمرے میں گونج اٹھی " یہ بالکل ممکن ہے "

اس لمحے مجھے یوں لگا جیسے شاہ کی قوتِ مزاحمت ختم ہو چکی ہے اور اب وہ کم و بیش ہر بات کو مان لینے کے لیے آمادہ تھے ۔ جب میں نے پوچھا کہ آیا وہ یہ ضمانت دے سکتے ہیں کہ آئندہ دو ماہ میں وہ تخت پر رہیں گے تو انہوں نے جواب دیا " نہیں "

ایک اور لمبے وقفے کے بعد انہوں نے اس قدر اضافہ کیا " کچھ لوگ کہتے ہیں امریکیوں اور برطانویوں سے پوچھو وہی ساری گڑبڑ کروا رہے ہیں "۔ لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ " تم " ہی پس پردہ ہو میں تمہیں لوگوں کی بات بتا رہا ہوں اپنی رائے کا اظہار نہیں کر رہا ہوں "۔

" یقیناً آپ اس سے اتفاق نہیں کرتے ؟"

" تم بی بی سی کے فارسی نشریے سنتے ہو ؟ انتہائی اشتعال انگیز ہوتے ہیں ! "

کیا وہ اس بات پر گھبرا گئے تھے کہ کارٹر اور ڈیوڈ اوون ان کی کھلے عام کیوں حمایت کر رہے ہیں ؟

انہوں نے گردن ہلائی " تم ایسے کہتے ہو ۔ کیا الفاظ استعمال کرتے ہو تم ؟ "

" اچھا ! تو آپ کے لیے باعث پریشانی یہ ہے "

پھر ایک لمبا وقفہ " بہتر ہے میں چپ رہوں " بالآخر انہوں نے کہا ۔

ان کے رشتہ دار کیوں ملک چھوڑ گئے تھے ؟

ایسا لگتا تھا وہ اس لمحے اپنے جذبات سے شدید جنگ لڑ رہے تھے ۔ تب انہوں نے کہا " صحیح یا غلط افواہوں کے درمیان آخر وہ رہتے کیوں "۔

" آپ کی حمایت کے لیے "

" ہوں ۔ میں نہیں سمجھا وہ کس حد تک اب میری مدد کر سکتے تھے "

" غالباً انہیں واپس آ جانا چاہیے "

" میں تو ایسا مشورہ نہیں دیتا "

اگر انہیں ساری رشوت ستانی اور بدعنوانی کا پتہ ہوتا ! شاہ نے ایک زخمی سا جواب دیا مجھے علم کیسے ہوتا ؟ ہاں ! جب مجھے مسلح افواج کے بارے میں اس کا علم ہوا تو ..... خاہ خاہ ..... میں نے اسے روکا ۔ اس کا خاتمہ کر دیا "

لیکن گزشتہ برس کا دلکل کا قصہ ہے ۔ جو کہ شاہ کا ایک قریبی دوست ہے ۔ سر شاہ پور رپورٹر جس نے چیفٹن ٹینکوں کی فروخت میں برطانوی وزارتِ دفاع سے ۱۰ لاکھ پاؤنڈ کمیشن وصول کیا تھا ۔

حافظ محمد لطیف
ریسرچ آفیسر اسلامی کونسل

عوام کس قسم کا اسلامی نظام چاہتے ہیں؟

۱۹۷۷ء کی قومی اتحاد کی تحریک کی وجہ سے موجودہ فوجی انقلاب کی راہ ہموار ہوئی جو کہ بظاہر ایک ظالم جابر حکمران کو ہٹانے کے لیے اس کے غیر منصفانہ انتخابات کے خلاف احتجاجی تحریک سے شروع ہوئی تھی لیکن قومی اتحاد کے نزدیک اس میں کار خیر جذبہ اور روح قوم کا ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بھٹو صاحب کے خلاف چلنے والی تحریک نظام اسلام کے پیچھے پوری قوم ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہے۔ آیا وہ تحریک خالصتاً اس مقصد کے لیے چلائی گئی تھی یا اس کے پس پردہ کوئی اور عوامل تھے۔ اگر پوری قوم نظام اسلام چاہتی ہے تو پھر حامل بہ اسلام ہونے کے باوجود ان میں جمع معاشرتی خرابیاں اور مصائب کیوں ہیں؟ اور کیا وہ ان مصائب کو اسلام سے متصادم نہیں سمجھتے؟ اگر سمجھتے ہیں تو پھر ان کو ترک کیوں نہیں کر دیتے۔ اگر ان کو اسلام سے متصادم نہیں سمجھتے تو پھر اسلام ان کے نزدیک کن اصولوں کا نام ہے؟۔

مندرجہ بالا سوالات کا جواب عرض کرنے سے پہلے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ فی الحال میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں جس کے ساتھ صحیح طور پر یہ ماپ کر بیان کیا جا سکتا ہے کہ عوام میں اتنے فیصد لوگ فلاں چیز کے حامی ہیں۔ ماسوائے ذرائع ابلاغ عامہ یعنی اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹی۔ وی وغیرہ کے اگرچہ دنیا کے دیگر ممالک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے انتخابات کو وہاں کی رائے عامہ کی اکثریت ماپنے کا ذریعہ متصور کیا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں چونکہ گذشتہ آٹھ سال سے ایسے انتخابات نہیں ہو سکے اس لیے فی الحال اس ذریعہ سے معلومات حاصل ہونے کی بجائے دیگر ذرائع ابلاغ عامہ یعنی اخبارات اور ریڈیو، ٹی وی کو رائے عامہ کا مظہر قرار دیا جا سکتا ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ان ذرائع کو راقم مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ملکی رائے عامہ کا حقیقی مظہر قرار نہیں دے سکتا۔

ا۔ اظہار رائے کی مکمل آزادی نہیں۔

ب۔ عوام کی اکثریت ان پڑھ ہے۔ اس لیے اخبار پڑھتی ہے نہ ہی اس کے ذریعے اظہار خیالات کر سکتی ہے۔

ج۔ تمام ذرائع بعض مخصوص زاویہ ہائے نظریے لوگوں کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ معروضی طور پر رائے عامہ پیش کرنے کے بجائے اپنی پسند کے نظریہ کو غالب ثابت کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارے جیسے غیر تعلیمیافتہ ممالک میں بھیڑ چال کی روش پر عوام کی اکثریت اس سے متاثر ہو کر اسی طرف جھک پڑتی ہے جس طرف بااثر لوگوں کا میلان دیکھتی ہے۔

د۔ بعض نظریات اور عقائد کے حامی بعض مصلحتوں کی بناء پر اپنے خیالات کا کھل کر پرچار نہیں کر سکتے اس لیے وہ لوگ بات کرتے وقت ہیر پھیر سے کام لیتے ہیں مثلاً سیکولرزم کے حامی۔

ھ۔ بعض خیالات اور نظریات ملکی قوانین کی رُو سے قابلِ تعزیر جرم ہیں اس لیے کوئی شخص اس کے خلاف کھل کر بات نہیں کر سکتا۔ مثلاً ملکی سالمیت اور اسلام کے خلاف کھل کر بات کہنے کے بجائے کسی اور طریق پہ اظہار رائے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا صحیح طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کتنے فیصد لوگ اسلام کے خلاف ہیں۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پہ بندہ بھی اسلام کے بارے میں لوگوں کی پسند یا عدم پسند کا تخمینہ لگاتے وقت صحیح طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا لہٰذا آئندہ سطور میں جو اعداد و شمار یا تناسب کا ذکر ہوگا وہ محض بندہ کی طرف سے قرائن و دیگر آثار کی بنا پر ہوگا۔

اسلامی نظام کے بارے میں عوام کے مختلف طبقات کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

(ا) ایک طبقہ ایسا ہے جو بالکل ان پڑھ ہے یا کم پڑھا لکھا ہے۔ اکثریت دیہاتی ہے۔ جدید زمانے کی زیادہ آسائشات حاصل ہیں نہ معلومات اسلام پر ایمان رکھتا ہے۔ جو سُنی سنائی باتوں جو بڑوں کی زبانی ماحول اور بچپن میں یہاں کے عوامی واعظین کی زبانی زبان زد عام ہونے کی وجہ سے اسلام کے بارے میں ایک خاص تأثر لیے ہوئے ہوتا ہے۔ ان میں اکثریت میں روائیتی عقائد رکھنے والے لوگ بھی شامل ہیں جو خوش عقیدہ اور بھولے بھالے مسلمانوں کی طرح یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح اسلام کی بعثت کے بعد مشکلات کے مختصر سے دور کے بعد اللہ تعالےٰ نے اہل اسلام پر اپنی برکتیں، رحمتیں اور نصرت کے باب ادا کر دیئے تھے۔ اس طرح محض اسلامی نظام کے اعلانِ نفاذ سے ہم پر اللہ کی تائید و نصرت

کی بارش شروع ہو جائے گی ۔ تمام مسائل کا حل تائید غیبی سے خود بخود ہوتا چلا جائے گا ۔ مالی برکتیں نازل ہوں گی کوئی مسئلہ رہے نہ دکھ درد آسمان سے من برسنے لگے گا ۔ دودھ، شہد کی نہریں جاری ہو جائیں گی ۔ اور بس جنت کا نقشہ قائم ہو جائے گا یہ سادہ لوح مسلمان زمانے کے حالات اور تقاضوں کا ادراک رکھتا ہے نہ ہی اسلام پر گہری معلومات ۔ ان کی اکثریت چند عبادات رسومات اور چند تہواروں کے تصورات کو ملحوظ رکھنے کو اسلام قرار دیتا ہے ۔ اگرچہ نماز روزہ کی پابندی کرتا ہے نہ دیگر امور دینیہ کی یہ دین کی جملہ ذمہ داریاں مذہبی اور سیاسی زعماء کی ہی ذمہ داری سمجھتا ہے ۔

میرے اندازے کے مطابق دیہاتی آبادی میں سے ۸۰ فیصد اور شہری نچلے اور درمیانہ طبقہ میں سے ۶۰ فیصد ایسے لوگوں کی ہے ۔ اپنی موجودہ خامیاں دور کرنا چاہتا ہے نہ اپنے آپکو اسلام کے مطابق بنانا چاہتا ہے عام معاشرتی برائیاں مثلاً جھوٹ بولنا ۔ چھوٹی موٹی بددیانتی ناپ تول میں کمی، غیبت وغیرہ کو برا شاید ہی سمجھتا ہو ۔ اسی طرح اس کی اپنی زندگی اسلام کے احکام کے مطابق نہیں حتیٰ کہ عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج ایسے فرائض کی ادائیگی بھی اس میں چوتھائی حصہ ہی شاید ادا کرتا ہو ۔

۲ ۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو جدید آسائشات اور ان کے حصول کے مواقع سے محروم ہے رشک اور حسد کی آگ میں جلتے ہوئے ان سے استمتاع کو ناپسند کرتا ہے اس حرمان یقینی سے وہ چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی ان کا استعمال بند کر دیں بعض جدید آسائشات کو یہ طبقہ عیاشی قرار دے کر اسلام کی رو سے بند کرانا چاہتا ہے ۔ مثلاً ٹی وی ۔ ریڈیو پر موسیقی اور دیگر ڈراموں وغیرہ کے پروگرام جن میں عورتیں شریک ہوں ۔ اس طبقہ کا تناسب پانچ اور دس فیصد کے درمیان ہوگا ۔ جس میں دیہاتی اور شہری آبادی کے قدیم مذہبی خیال کے لوگ شامل ہیں علاوہ ازیں کچھ حرمان نصیب قدیم نظریات کے حامی خاص طور پر ملک کے دور دراز کے وہ لوگ ہیں جن تک جدید ذرائع ابلاغ کی روشنی نہیں پہنچی ۔ متذکرہ بالا ممنوعات کے علاوہ عبادات اور بعض رسومات کو یہ اسلام ہی قرار دیتا ہے یہ لوگ عملی زندگی میں کوئی خاص اسلامیت کے حامل نہیں سوائے چند عبادات پر عامل ہونے کے ۔

۳ ۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو خلاف اسلام زندگی کو عقیدتاً ناپسند کرتا ہے ان میں درمیانے پڑھے لکھے اور دینی تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں یا کچھ وضعدار قسم کے قدیم خیالات کے لوگ بھی ہیں ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو جدید سہولیات میسر یا نصیب نہیں یا محض زہد کی وجہ سے ان کے ترک کو زہد و تقویٰ سمجھتا ہے جدید آسائشات ان کے نزدیک فضولیات اور تعیشات کے درجے میں آتی ہیں ۔ ان سے استمتاع سہل کوشی اور آرام کی زندگی کو جہاد و مجاہدہ سخت کوشی اور ریاضت کی زندگی کا قاتل تصور کرتے ہوئے نفور رکھتا ہے ۔ یہ طبقہ بیسویں صدی میں ساتویں صدی کی اخلاقی اور معاشرتی قدروں کو کسی نہ کسی طرح دوبارہ زندہ دیکھنا چاہتا ہے دنیاوی آرام و آسائش کی زندگی کی اس کے نزدیک کوئی ضرورت ہے نہ فائدہ اس چند روزہ زندگی کو مسافر کی مانند گزار کر اللہ کی یاد میں گزار دینا چاہتا ہے ان کے نزدیک اصل زندگی تو بعد الممات ہوگی ۔ طبقہ اسلام کو ایک مکمل اکائی کے طور پر نافذ کرنا چاہتا ہے جو جملہ شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہو ۔ چونکہ اس طبقہ کی زندگی کافی حد تک اسلامی تعلیمات پر بسر ہوتی ہے اس لیے اس کے نزدیک اسلامی نظام کی تشکیل کے لیے محض اعلان نفاذ ہی کافی نہیں اس کے نزدیک دینی نیکی کے معاملات میں اہل علم حضرات کی راہنمائی میں جبر بھی جائز ہے جس طرح حدیث میں آیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو نماز سکھانے کے لئے سختی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ مار پیٹ بھی کر سکتے ہیں جس کو رہنما تسلیم کر لیا بس اس کی اتباع بلا چوں و چراں ہونی چاہیے ۔ کسی کو کسی دینی حکم کی حکمت پوچھنے کا کوئی حق نہیں بس سر تسلیم خم کرنا ہوگا ۔ یہ طبقہ قدیم روایات کو سینہ سے لگا کر زندگی گزارنا چاہتا ہے ان کے نزدیک زمانہ کے تلخ و شیریں حالات کے تقاضے چنداں اہمیت نہیں رکھتے یہ طبقہ دیہاتوں میں پانچ فیصد کے تناسب میں ہوگا اور شہروں میں بمشکل تین اور پانچ فیصد کے درمیان اس میں دینی تعلیمیافتہ لوگ، تبلیغی جماعتوں کے پیرو ۔ یا بعض حالات میں دنیاداری سے سیر ہو کر یا تائب ہوتے ہونے کی وجہ سے اپنی اصلاح کرتے ہوئے دین کی طرف مائل ہوتے ہیں کچھ زمانہ کی ہیرا پھیریوں سے نا آشنا یا تائب لوگ ہوتے ہیں ان میں مذہبی اور دینی تعصب بھی ہوتا ہے اور شدت بھی ایسے لوگ اپنے اپنے موقف کی حمایت میں دوسرے پر جبر بھی روا سمجھتے ہیں ۔

۴ ۔ چوتھا طبقہ: (امراء) اعلیٰ تعلیمیافتہ، اہل ثروت اور نفوذ یافتہ طبقے کے لوگوں پر مشتمل ہے ۔ اس میں بھی دو قسم کے خیالات کے حامل لوگ ہوتے ہیں ایک اپنے تئیں اسلام پسند کہلاتا ہے اور دوسرا اعلیٰ شرفاء کا جن کے نزدیک دین اور اسلام کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں ہوتی ۔ پہلی قسم کے لوگوں کو آرام دہ زندگی کی جملہ سہولتیں اور وسائل میسر ہوتے ہیں کسب معاش کے کم سے کم بکھیڑے ہوتے ہیں ۔ زندگی میں عزت و وقار، جاہ و حشمت، سب کچھ ہوتا ہے معاشرہ میں قیادت اور تکریم کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے ۔ عزت و وقار، عیش و آرام کے حصول کے لیے ان کے نزدیک کوئی ضابطہ ہوتا ہے نہ ہی اصول ۔ اخلاق ضابطے محض ان لوگوں کیلئے ہوتے ہیں جن کو کوئی مجبوریاں ہوں ان کے نزدیک عقیدہ، ایمان، خالق و مخلوق کا معاملہ ہوتا ہے ہاں تسکین انانیت اور اظہار شرافت کے لیے دینی امور خیراتی یا رفاہی یا قومی کاموں پر مال خرچ کر کے عزت ملتی ہو تو وہ بھی حاصل کر لی جاتی ہے ۔ غریبوں کی بھلائی کرتے ہوئے غریبوں اور خدا کے

ساتھ مہربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر معاشرے میں کسی دینی عمل کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو تو یہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے غور و نمائش کی خاطر الا ما شاء اللہ یہ لوگ مذہبی دینی تعصب سے حتی الوسع آزاد ہوتے ہیں۔ معاشرے میں ایسی تبدیلی جو ان کی سماجی حیثیت باعزت کو وقار میں کمی کا باعث ہو ان کو نامقبول ہے سالہا سال سے سیاسی اور معاشرتی قیادت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں آرہی ہے۔ اس لیے یہ طبقہ بندہ و آقا کے امتیازات کو مٹانے والی تبدیلیوں کا دشمن ہے۔ ان کے نزدیک خدا نے تمام انسانوں کو ایک سا نہیں بنایا لہٰذا اسلام میں اعلیٰ و ادنیٰ، بندہ و آقا کی تمیز اور اور تفریق فطرتی اور ابدی ہے۔ مفاد یافتہ طبقے کو اپنے اور جملہ متوسلین کے بہتر مستقبل اور مفاد کے لیے موجودہ غیر منصفانہ تقسیم دولت پر مبنی نظام معاشرت و معیشت کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے یہ جائز و ناجائز قدم اٹھانے کے لیے آمادہ ہے لیکن کبھی کبھی ایسی غیر منصفانہ روش پر احساس ندامت بر خلاقی یا کنارہ کے لیے غریبوں یا غریب پرور اداروں کی مالی سرپرستی کر لیتا ہے۔ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ترکیب پسند ہے نہ عمل۔ قدیم زمانے میں اسلام کی رُو سے کیا ہوتا رہا تھا اس بارے میں اس کا کیا خیال ہے وہ زمانہ اور تھا اب حالات بدل گئے ہیں۔ اس زمانہ میں دنیا کی سیادت و قیادت ملّت مسلمہ کو حاصل تھی اس لیے اس کو روا تھا کہ حسب ضرورت اپنی جس طرح چاہتی متعیّن کرتی۔ اس وقت جدید ترقی یافتہ مغربی تہذیب کا ڈنکا بج رہا ہے اس نے محیر العقول ترقی کی منازل طے کر لی ہیں۔ زندگی کو آرام دہ اور پر آسائش بنا دیا ہے لہٰذا وہ صالح معاشرہ ہے اس کی تقلید میں کوئی جرح نہیں۔ جبکہ دوسری قسم کا طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر قدیم توہمات کے دور میں اسلام ایک ترقی یافتہ توہماتی عقیدہ لایا تھا اب یہ از کار رفتہ ہو چکا ہے لہٰذا یہ قابل عمل ہے نہ ہی اس پر عمل عقلمندانہ کام ہے۔ اس طبقہ کے نزدیک یہ دنیا چند روزہ ہے اس میں جس حد تک ہو سکے عیش و آرام سے رہ لو۔ ان میں جاگیر دار سرمایہ دار طبقہ کی اکثریت ہے۔ اعلیٰ فوجی اور سول افسران کی اکثریت ہے (الا ما شاء اللہ) یا بعض نو دولتیے ہیں ان کا تناسب دیہاتی آبادی میں ایک یا دو فیصد اور شہری آبادی میں شاید تین چار فیصد ہوگا۔

۵۔ پانچواں طبقہ: ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اسلام کو روایتی طور پر یا عقیدۃً مانتے ہیں۔ ان کی اکثریت ان پیشوں میں مشغول لوگ ہوتے ہیں جن کو اسلام نے ناپسند کیا ہے یا ممنوع قرار دیا ہے مثلاً سازندے باجے کا کام کرنے والے۔ فلمی دنیا کے ستارے، سمگلر، جوئے باز، ریس کھیلنے والے، افیون، چرس، بھنگ، شراب کے عادی رشوت میں ملوث لوگ اور دیگر جرائم پیشہ بدمعاشانہ طرز زندگی گذارنے والے لوگ۔ یہ تو اسلام کے سخت خلاف ہیں یہ کھل کر تو نہیں کہہ سکتے کہ اسلامی طرز حیات ان کو قبول نہیں اس لیے اس لیے کہ معاشرے میں اس کا سخت ردّ عمل ہوگا۔ لہٰذا اس انداز سے اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں کہ اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا ہمارے بس کا کام نہیں کس میں اس قدر ہمت ہے کہ سرور کائنات ﷺ صحابہ کرام اولیاء کرام اور بزرگان دین کی سی زندگی گذار سکے۔ اس معیار کا تقویٰ اور زہد کسی کے بس کا کام ہے نہ ہی ہر کوئی اس کا مکلف ہے لیکن یہ لوگ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ ہمارے رہنماؤں اور زعماء کا بالضرور اسی معیار کا زہد و تقویٰ ہونا ضروری ہے اس کے ساتھ ہی یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اسلام لانا ہے تو بلا کم و کاست زمانہ اوّل کا سا لانا چاہیے ورنہ اس مسئلہ کو چھیڑا ہی نہ جائے یعنی وہی بدوی ماحول، ویسی ہی سادہ طرز زندگی اور ذرائع مواصلات و ابلاغ، ظاہر ہے ایسا تو کسی صورت میں ممکن نہیں ہو سکتا تو پھر اسلامی نظام چہ معنی دارد وہ تو مولویوں کا دین ہوگا۔ متذکرہ بالا تمام لوگوں میں قدر مشترک یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر اسلام صحیح طور پر نافذ ہو جاتا ہے تو پھر ان کے دھندے بند ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ کس طرح اس کی حمایت کریں لہٰذا ان کا طریق استدلال اس طرح ہوتا ہے اور اسلام کو ماحول زمانہ اور حالات کے تقاضوں سے قطع نظر چودہ سو سالہ قدیم طرز حیات کا تصور لا کر دوسروں کو اس سے متوحش کرنا چاہتا ہے اس طبقہ کے لوگ عموماً مالدار ہوتے ہیں ان میں نام و نمود کی خاطر فلاحی، قومی کاموں میں خرچ کرکے نیک نامی حاصل کرنے کا رجحان ضرور ہوتا ہے جدید ترین فیشنوں کے دلدادہ ہوتے ہیں ان میں مذہبی تعصب اور شدّت نہیں ہوتی لیکن بعض مذہبی رسومات کے زبردست پابند ہوتے ہیں۔ ان کے لیے ملک کی قیادت کا حق اس کو ہے جو دین سے خواہ کہیں قدر بیگانہ ہو۔ مگر بعض دینی رسومات اپنی دینداری کا ثبوت دینے کے لیے بجا لاتا ہو اس طبقہ کا تناسب تقریباً دس فیصد ہوگا۔

۶۔ چھٹا طبقہ: یہ وہ طبقہ ہے جو اسلام کے صریحاً خلاف ہے حقیقت میں تو یہ ہر دینی اور مذہبی پابندیوں کے خلاف ہے بغیر کسی لگی لپٹی کے ان کو از کار رفتہ، فرسودہ اور بے کار گردانتا ہے اور اسے جنوناً نہ بلکہ احمقانہ عمل قرار دیتا ہے۔ جملہ مذاہب پر کھلم کھلا تنقید کرتا ہے بلکہ ان میں کیڑے نکالتا ہے اسے قدیم جاگیردارانہ نظاموں کی باقیات قرار دیتا ہے۔ بنی نوع انسان کے آرام، ترقی اور پر مسرت زندگی کیلئے رکاوٹ سمجھتا ہے۔ عام طور پر مذہبی رہنماؤں کی زندگیوں میں جاری ساری منافقتوں غلطیوں یا لغزشوں کو نشانہ تنقید بنا کر یا مذہبی تفرقہ بازیوں اور تعصبات کے تحت بعض لوگوں کی مجنونانہ حرکات کی بنا پر مذہب اور مذہبی طبقات اور لوگوں کے خلاف نفرت و حقارت کی آگ بھڑکاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا تمسخر اڑانا ہے نامعقول ثابت کرتا ہے۔ جدید آسائشات زندگی اور مغربی مادی ترقی کی آڑ لے کر مسلمان قوموں اور طبقات کو کوستا اور را نہیں ہی

پسماندگی کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ خاص طور پر قدیم سادہ لوح مذہبی رہنماؤں کی ترقی پسندی اور فیشن پرستی کے خلاف تقاریر اور اقوال کو موضوع بنا کر ان کے ماننے والوں کو بے وقوف عقل سے کورے ثابت کرتا ہے اس طبقہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں دانشور کہلانے والے بعض ملحد لوگ بھی شامل ہیں اور بعض نام نہاد دینی تحریکوں کے پیرو بھی جو قرآن وحدیث کے بعض ظاہری تضادات کی آڑ میں سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتا ہے کہ جس طرح ملاّ نے دین کا تصور قائم کیا ہوا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ ملک میں اس طبقے کا تناسب سات آٹھ فیصد کے قریب معلوم ہوتا ہے۔

اسلام کا اصل تصور کیا ہے؟

یہ کہ ایک ایسا معاشرہ معرض وجود میں لائے گا جو عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ سے امثل اور اقرب ہو۔ جس میں بلا امتیاز رنگ ونسل کے اعلیٰ وادنیٰ امیر وغریب، سب سے یکساں سلوک ہو اور عدل و انصاف ملے کسی کے ساتھ کوئی جبر واکراہ روا رکھا جائے نہ ظلم، عالمگیر انسانی اقدار، سچائی، راست گوئی نیکی، دیانتداری، ایفائے عہد، حق پسندی، ایثار انسانی ہمدردی، خوش خلقی ہر شخص کی خیر خواہی اور دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانے کا خیال رکھا جائے بلکہ اس میں ہر شخص کا یہ رویہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔ عقیدہ معاش ملکیت، نقل وحرکت شادی بیاہ وغیرہ کی آزادی ہو۔ جمع وسائل سے بلا امتیاز رنگ ونسل، ذات، زبان، عقیدہ، ادنیٰ واعلیٰ امیر وغریب اپنی صلاحیتوں کے مطابق استفادہ کا حق ہو۔ کوئی شخص بھوکا، ننگا رہے نہ بغیر ٹھکانا (مکان) ہو ہر بیمار کو مفت علاج معالجہ کی سہولتیں حاصل ہوں ہر شخص کے بچے کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یکساں بلا قیمت مواقع حاصل ہوں۔ ہر بے آسرا اپاہج، معذور، بیوہ، یتیم، ضعیف بے روزگار کی کفالت کا مناسب بندوبست ہو۔ اور پھر زمانے کے مطابق زیست کی تمام آسائشات اور مادی وسائل سے کماحقہ استفادہ کے مواقع حاصل ہوں۔

مکمل اسلامی نظام کیسے لایا جائے؟ لوگوں نے کونسی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں

اس وقت اگرچہ بظاہر ملک کی ایک غالب اکثریت اسلامی نظام کے نفاذ کا بیک زبان مطالبہ کر رہی ہے بلکہ بے تابی سے انتظار کر رہی ہے کہ حکومت کی طرف سے اسلامی نظام کے نفاذ میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے حالانکہ تاخیر کی کوئی وجہ نہیں۔ جب چودہ سو سال سے ہمارا دین مکمل پڑا ہے آنحضرتؐ اور خلافت راشدہ کے دور میں یہ نافذ العمل بھی رہا تو اب کس وجہ سے اس کے نفاذ میں دیر ہو رہی ہے ادھر سے ایک سیاسی جماعت کا دعویٰ ہے کہ اگر انہیں حکومت مل گئی تو ۳ ماہ ۶ ماہ یا ایک سال کے اندر اندر اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا محض کسی اعلان یا قانون کے نفاذ سے اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے؟ میرے خیال میں یہ خام خیالی ہے اور پرلے درجے کی سادہ لوحی۔

اگر اس وقت معاشرے کی عام حالت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عبادات میں بمشکل بیس فیصد لوگ اسلامی احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اخلاقیات معاملات اور دیگر شعبہ جات میں شاید ہی دس فیصدی تعمیل ہوتی تو کیا محض کسی اعلان سے یکایک ہم لوگوں کی کایا پلٹ جائے گی۔ لوگوں میں اسلامی اخلاقی اقدار جاگ اٹھیں گی۔ برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ طبائع نیکی اور خیر کی طرف مائل ہو جائیں گی۔ اگر ایسا نہیں تو پھر لوگ اس خوش فہمی کا کیونکر شکار ہیں کہ اعلان نفاذ شریعت سے اسلامی معاشرہ معرض وجود میں آجائے گا۔ کیا یہ اعلان کوئی جادو کی چھڑی ہے یا بجلی کا بٹن کہ آن واحد میں تاریکی غائب اور اجالا ہو جائے۔ اعلان سے ایسا ہو نہ ہو۔ لوگوں کا تاثر بہر حال یہی ہے کہ ادھر اعلان ہوگا ادھر ہماری سب برائیاں خباثتیں اپنی موت آپ مرجائیں گی۔ لوگوں میں نیکی کی حس جاگ اٹھے گی۔ ہر طرف یزداں کی حکمرانی چھا جائے گی۔ اہرمن پسپا ہو جائے گا۔ ہمارے ملکی اور انفرادی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ملک میں من برسنے لگے گا۔ دودھ شہد کی نہریں بہنے لگیں گی اگر یہ سب کچھ نمودار نہ ہوا جو کہ سادہ لوح لوگوں کی خوش فہمی ہے اور یقیناً نہیں ہوگا چونکہ قانون فطرت ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو اسلامی معاشرے کی تشکیل میں محنت اور جانفشانی سے کام نہیں لینا پڑتا تھا۔ کیا انہوں نے بھوک ننگ کی صعوبتیں برداشت نہیں کی تھیں۔ اگر کی تھیں تو پھر اس زمانے کی استثنیٰ کیوں؟ کیا اس وقت ہم بحیثیت مجموعی سب سے زیادہ سہل کوش۔ بددیانت۔ نا فرض شناس۔ کام چور۔ وعدہ خلاف۔ کاہل۔ ناکارہ نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد موجودہ کرتوتوں سے وہ معجزانہ نتائج برآمد کیسے ہوں گے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ نظام اسلامی سے یقیناً اللہ کی رحمتیں برکتیں۔ سعادتیں نازل ہونگی لوگوں میں خیر اور نیکی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ بدی اور مصائب ختم ہوں گے۔ تو پھر کیا مخالفین اسلام یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے کہ اسلام اس زمانے میں ناقابل عمل ہے یہ بیسویں صدی کے انسان کے مسائل حل کی صلاحیتوں سے عاری ہے۔ آسائشات اور سہولتوں سے نفور کا رجحان بتلاتا ہے۔ یہ محض چند خوش فہمیوں کی خوش عقیدگیوں کا دوسرا نام ہے اسی طرح اسلام کے بارے میں ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی اشد ضروری ہے وہ یہ کہ اکثر زندگی کا تاثر یہ ہے کہ اسلامی نظام بہت زیادہ سادگی اور زہد پر زور دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اسلام کے نادان دوست تو عملاً اس کو مضحکہ خیز حد تک رجعت پسندانہ ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کی صفائی کے لیے مسواک کے استعمال پر زور دیا ظاہر ہے آپ کی مراد دانتوں کی صفائی تھی۔ اس دور میں اس مقصد کیلئے معروف مروج اور آسان طریقہ مسواک ہی ہو سکتا تھا لیکن اس زمانے میں ٹوتھ برش یا دیگر قسم کے منجنوں سے یہ ضرورت پوری کی جا سکتی ہے اسی طرح مٹی سے استنجا کرنے کی بجائے

پیپر استعمال کرلیا جائے تو مقصد پورا ہو جاتا ہے.....

پھر ٹوتھ برش کے بجائے مسواک اور ٹائلیٹ پیپر کی بجائے مٹی کے ڈھیلا پر اور کیوں۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ اسلام نے اس وقت اپنے عہد کی جدید ترین اور سہل ترین آسائشات کے استعمال کو مباح قرار دیا لیکن اس وقت کے اکثر دیندار طبقوں کی روش اس کے برعکس ہوتی ہے جن کا نتیجہ ہے کہ ایک عام پڑھا لکھا روشن خیال جدید زمانے کا پروردہ انسان ایسی سادگی اور زہد کا نام سن کر اسلام سے یہ کہنے لگتا ہے اسی طرح بعض سادہ لوح حضرات ٹی۔ وی۔ ریڈیو۔ کار، ایئر کنڈیشنر کو فضولیات قرار دیتے ہیں۔ ہوائی جہازوں میں سفر کرنے کو عیاشی قرار دیتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے اپنے آغاز کے وقت اسلام اپنے زمانے کا ایک جدید ترین ترقی یافتہ مذہب تھا۔ یہ جدید آسائشات کو حرام بتاتا ہے نہ ہی ان کے استعمال کو اس کے اجتہاد کے اہم اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اگر کسی معاملے میں قرآن وسنت میں کوئی حکم نہیں اور اس میں اجتہادی راستہ اختیار کرنا ہو تو اس کو اپنایا جائے گا جس میں تکلیف تنگی اور خرچ کم سے کم ہو اسی طرح اضطرار اور مجبوری کی حالت میں ممنوعات کے استعمال کی اجازت بھی انسان کے لیے اسی آسانی کے اہتمام کا مظہر ہے۔

ایک خدشہ

دینی حکومت قائم ہونے سے بعض لوگوں کو یہ خدشات ہیں کہ چونکہ اس کے تحت حکمران بھی زیادہ تر وہی لوگ ہوں گے جو دیندار ہوں گے اور موجودہ تمام دیندار طبقات کی بہت بڑی اکثریت کے بارے میں یہ بات تقریباً مسلمہ ہے کہ ایسے لوگ تنگ مزاج اور ہر معاملے میں شدت سے کام لیتے ہیں۔ چونکہ اپنی بات کو دینی لحاظ سے برحق مانتے ہیں اس لیے دوسرے کی بات سنتے ہیں نہ مانتے ہیں۔ "دین اسلام نے رواداری کا درس دیا ہے لیکن ان میں رواداری نام کو نہیں ہوتی۔ یہ لوگ مخالفین کی آواز دبانے کیلئے مذہب کا سہارا لیں گے ظاہر ہے مذہب کی رو سے جس چیز کو ناجائز سمجھیں گے اس کو مٹانا ضروری خیال کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ جھگڑے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چونکہ دوسرے کے نقطہ نظر کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں۔ اسی طرح موجودہ دیندار طبقے کے بارے میں طبقۂ نسواں کے عام خدشات یہ ہیں کہ یہ بزعم خویش دین کی رو سے عورت کو مرد سے الگ رکھنے کا قائل ہے مرد وزن کے عام میل ملاپ کو جائز نہیں سمجھتا اس لیے مملکت کے جملہ شعبہ ہائے زندگی اور معاشرے میں اسے مردوں کے دوش بدوش سرگرم عمل ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔ جبکہ زمانہ اس سلسلہ میں بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ لہٰذا اس تاثر کے پیش نظر عورتیں بھی دیندار طبقے کی ان پر متوقع پابندیوں کے خوف سے متوحش ہونے کی وجہ سے اس تحریک کی حمایت میں زیادہ سرگرم نہیں

خلاصہ و کلام

ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک اس کے ظلم و ستم اور فسطائیت کی بناء پر اٹھی تھی اس دور میں اظہار کی آزادی سلب کر لی گئی تھی۔ دینی، اخلاقی قدروں کی مٹی پلید کی گئی ملکی معیشت کو تباہ کر دیا گیا تھا۔ قانون و عدل کی دھجیاں بکھیر دی گئی تھیں۔ لہٰذا اس کو ہٹانے کے لیے اسلام کا سہارا لیا گیا چونکہ پاکستان کی اکثریت عمل سے نہیں عقیدتاً اسلام کی شیدائی ہے جذباتی ہے لیکن حقیقت میں اسلام کو بحیثیت مجموعی اپنانا نہیں چاہتی اگر اس کو اپنانا چاہتی ہو تو اپنی اخلاقی کمزوریوں بداعمالیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے یہ سہل کوشی اور بدعملی کی وجہ سے خود محنت کرنا نہیں چاہتی ہے بلکہ معجزوں کو مانتی ہے اور پاکستان کی جملہ خرابیوں اپنی کمزوریوں اور مشکلات سے معجزہ کی صورت میں نجات چاہتی ہے۔

بقیہ : شاہ نے کہا

"وہ کچھ نہیں ۲۰ ارب ڈالر کے سودے میں ۱۰ لاکھ پاؤنڈ کی حقیقت ہی کیا ہے؟"

"اچھا تو پھر حکومت برطانیہ نے یہ کہا ہے تم نے کیا کہا ہے؟"

"آپ کو اس کا علم نہ تھا؟"

وہ پھر رک گئے۔ گہری سانس لی۔ سر کو جھٹکا اور چپ رہے۔

کیا اب ان کے سب خواب بکھر چکے تھے۔

"آیئے دیکھتے ہیں مستقبل کیسا ہے؟ لیکن اس وقت ایسا کرنا تو بہت جلد بازی ہوگا"

"یہ کوئی اچھا نظر نہیں آتا"

"اس لمحے نہیں"

"کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ کو غلط سمجھا گیا ہے؟"

آہستہ سے ان کے منہ سے الفاظ نکلے "ہاں"

بالآخر انہوں نے کہا "اور میں نہیں جانتا.... کیوں"

از قلم ابوعمار زاہد الراشدی مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور و نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۱۱ مارچ سے پورے ملک میں رکن سازی کا خصوصی عشرہ منایا جائیگا

رکن سازی کا کام تیز تر کر دیں اور عشرہ رکن سازی کو پورے اہتمام کے ساتھ منائیں

رکن سازی کے سلسلہ میں چند اہم گذارشات

- رکن سازی کا کام شروع ہوئے چار ماہ کے قریب عرصہ ہو چکا ہے اور گذشتہ سالوں کی بہ نسبت اس دفعہ رکن سازی کی رفتار اور اس سلسلہ میں ہونے والا کام بہت بہتر ہے لیکن قومی سیاست میں قائد جمعیت مولانا مفتی محمود کے روشن کردار، تحریک نظام مصطفیٰؐ میں جمعیۃ علمائے اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں کی بے مثال قربانیوں اور سیاسی امور میں جمعیت علماء اسلام کے متوازن اور متحرک کردار کے باعث جمعیت کے سیاسی وقار اور مقبولیت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے پیش نظر رکن سازی کے سلسلہ میں ہونے والا کام اور پیش رفت قطعاً غیر تسلی بخش ہے اور اس کی وجہ ہر سطح پر ہماری سست روی اور تنظیمی مزاج کا فقدان ہے۔

- رکن سازی کی مدت میں اب صرف ربیع الثانی کا مہینہ باقی ہے اور پروگرام کے مطابق انشاء اللہ ۳۰ ربیع الثانی کو رکن سازی کا کام سٹاپ کر کے مرحلہ وار انتخابات کا سلسلہ شروع کر دیا جائیگا چونکہ رکن سازی کی میعاد پہلے ہی کافی دی گئی ہے اس لیے اس میں مزید توسیع نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا سب بزرگوں اور دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے اپنے حلقوں میں رکن سازی کا کام بہر حال مکمل کر لیں۔

- رکن سازی کے کام میں تیزی پیدا کرنے کیلئے ۱۱ مارچ سے پورے ملک میں رکن سازی کا خصوصی عشرہ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہر سطح پر جماعتی عہدہ داروں اور رکن سازی کے سلسلہ میں مقرر کئے گئے انچارجوں سے گذارش ہے کہ وہ ۱۱ مارچ سے قبل باہمی مشاورت کا اہتمام کر کے اپنے اپنے حلقہ میں رکن سازی کی رفتار کا جائزہ لیں اور جو کام باقی رہ گیا ہو اسے "عشرہ رکن سازی" کے دوران ایک پر جوش مہم کی صورت میں مکمل کر لیں۔

- ضلعی جمعیتوں سے گذارش ہے کہ وہ جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں کی حلقہ وار ٹیمیں بنا کر دوروں کا اہتمام کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ ضلع کا کوئی حصہ اس سلسلہ میں رابطہ اور دورہ سے محروم نہ رہ جائے۔

- مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک پوسٹر اور ایک تعارفی پمفلٹ محدود تعداد میں چھپوا کر صوبائی دفتر کو مہیا کر دیئے گئے ہیں ضلعی جمعیتیں صوبائی دفاتر سے اپنے کوٹہ کے مطابق حاصل کر لیں اور ضرورت کے مطابق چھپوانے اور تقسیم کرنے کا اہتمام کریں اس کے علاوہ بھی ضلعی جمعیتیں اپنے وسائل کی حد تک رکن سازی کے سلسلہ میں اشتہارات اور پمفلٹ چھپوانے کی کوشش کریں۔

- کارپوریشن اور میونسپلٹی کی سطح کے شہروں میں رکن سازی اس ترتیب سے کرائی جائے کہ شہر کی سرکاری تقسیم کے مطابق وارڈ وائز یونٹوں کی تشکیل میں آسانی رہے اور کوشش کی جائے کہ کوئی وارڈ رکن سازی سے خالی نہ رہ جائے۔

- خواتین کی ممبرشپ کی طرف خصوصی توجہ کی جائے اور رکن سازی کے ساتھ ساتھ ہر شہر میں خواتین کے الگ حلقوں کی تشکیل کے لیے سمجھدار اور تنظیمی کام کو سمجھنے والی خواتین کے باہمی رابطہ کا بھی اہتمام کیا جائے۔

- انصار الاسلام کی تنظیم نو کا کام بھی خصوصی اور فوری توجہات کا محتاج ہے اس لیے تمام جمعیتیں اور تنظیمی کمیٹیاں انصار الاسلام کے سالاروں سے اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔

- جماعتی سرگرمیوں، رکن سازی کے سلسلہ میں دوروں اور جمعیت میں شمولیت اختیار کرنے والی ممتاز شخصیات کی تشہیر کا مناسب اہتمام کیا جائے اور اخبارات و رسائل میں ان امور کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی جائے۔

- رکن سازی کی پُر شدہ کاپیاں اور ان کی رقوم ساتھ ساتھ مرکزی دفتر کو واپس کی جائیں۔ مرقوم براہِ راست حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کے نام مرکزی دفتر کے پتہ پر ارسال کی جائیں اور ان کی رسید اور پُر شدہ کاپیاں رکن سازی کے بالائی انچارج کے پاس جمع کرا دی جائیں۔

- رکن سازی کے کام کے ساتھ ساتھ جماعتی آرگن ہفت روزہ ترجمانِ اسلام کی توسیع اشاعت اور ایجنٹوں سے اس کے بقایاجات کی واپسی کی کوشش بھی جاری رکھیں اور ہر سطح پر جماعتی احباب کو اس طرف متوجہ کریں۔

چٹ پر سرخ نشان
چندہ ختم ہونے کی علامت ہے

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

اسلامی نظام کو مؤثر بنانے کیلئے سب کو مل جل کر کام کرنا ہوگا

لوگوں کے معیار زندگی میں تفاوت کو کم سے کم کرنا ضروری ہے۔ علماء اور وکلاء کو مشترکہ سوسائٹیاں قائم کرنی چاہئیں

(زاہد الراشدی)

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور و نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی نے ۲۲ فروری کو جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ انچارج رکن سازی مہم جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن کے دفتر میں منعقدہ ایک پریس کانفرنس میں مندرجہ ذیل بیان پڑھ کر سنایا۔

جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی ملک بھر میں چار ماہ سے جاری ہے جو پروگرام کے مطابق آخر مارچ تک جاری رہے گی اور اس کے بعد عہدہ داروں کے مرحلہ وار انتخابات کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

گذشتہ ادوار کی بہ نسبت اس دفعہ جمعیت کی رکن سازی میں عوام کی دلچسپی بہت زیادہ اور حوصلہ افزا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ قومی سیاست میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کا کردار، تحریک نظام مصطفےٰ میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں کی قربانیاں اور جمعیۃ علماء اسلام کی متوازن اور متحرک سیاسی جدوجہد ہے جس سے متاثر ہو کر وکلاء، علماء، طلبہ، تاجروں، صنعتکاروں اور محنت کشوں کی بھاری تعداد جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو رہی ہے۔

رکن سازی کی مہم کو مزید جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھانے کے لئے ۱۱ مارچ سے پورے ملک میں "عشرہ رکن سازی" منایا جا رہا ہے جس کے دوران جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں کے گروپ ملک بھر میں مختلف حلقوں بالخصوص دیہاتوں اور محلوں کا دورہ کر کے ہم خیال افراد کو جمعیۃ میں شمولیت کی دعوت دیں گے اور اس کے علاوہ مختلف سطحوں پر جماعتی کارکنوں کے اجتماعات ہوں گے۔

پاکستان اور آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا فیصلہ بلاشبہ ایک تاریخی اور دور رس نتائج کا حامل فیصلہ ہے اور اس کا جس قدر بھی خیر مقدم کیا جائے کم ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں ان ذمہ داریوں پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہئے جو اس فیصلہ کے ساتھ ہی ہم پر عائد ہو گئی ہیں۔ مثلاً

۱۔ علماء کرام کے تمام مکاتب فکر کو فرقہ وارانہ کشمکش سے گریز کرتے ہوئے پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ قوم کی راہنمائی کرنی چاہئے۔

۲۔ انتظامیہ بالخصوص اعلیٰ افسران کو اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر کے مشنری جذبہ کے ساتھ اسلامی نظام کی کامیابی کے لئے کام کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں منفی طرز عمل اختیار کر کے معاشرہ میں موجود اس سوچ کو تقویت نہیں دینی چاہئے کہ پر امن اور جمہوری ذرائع سے اسلامی نظام کا مؤثر اور نتیجہ خیز نفاذ نہیں ہو سکتا

۳۔ اعلیٰ افسران اور اول کلاس کے افراد کو خود نمود و نمائش اور تعیش و سہل پسندی پر مشتمل معیار زندگی سے دستبردار ہو جانا چاہئے کیونکہ معاشرہ کے مختلف طبقوں کے معیار زندگی کے درمیان تفاوت کو کم سے کم کئے بغیر اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ مروجہ قوانین کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ داری بنیادی طور پر علماء اور وکلاء کی ہے اس لئے ان دونوں طبقوں کو باہمی ہم آہنگی اور یک جہتی کے فروغ کے لئے ہر سطح پر مشترکہ مطالعاتی سوسائٹیاں قائم کرنی چاہیں

۵۔ ملک کے انتخابی نظام میں بھی ایسی تبدیلی ضروری ہے کہ برادری، دولت اور اثر و رسوخ کے ذریعے قوم کی نمائندگی کا استحصال کرنے والے طبقہ کی بجائے دیانت، اہلیت اور حب وطنی سے سرشار سیاسی کارکنوں کو آگے آنے کا موقع ملے اور اس کا موجودہ حالات میں سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ افراد کی بجائے جماعتوں کو ووٹ دینے کا نظام رائج کیا جائے۔

گذشتہ روز لاہور میں جو المناک حادثہ ہوا۔ اس کے نتیجہ میں ہونے والا بے پناہ جانی و مالی نقصان یقیناً ایک قومی المیہ ہے اور اس پر جس قدر رنج و غم کا اظہار کیا جائے کم ہے حکومت کو متاثرین کی امداد میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے نیز آتش گیر سامان کی اندرون شہر تیاری پر پابندی کا حکم انتہائی ناکافی اور غیر تسلی بخش ہے اس کے بجائے حکومت کو آتش بازی کے سامان کی تیاری پر مکمل پابندی عائد کرنی چاہئے کیونکہ یہ بھی ان فضول اور بے مقصد کاموں میں سے ہے جن کی اسلام نے ممانعت کی ہے۔

پاکستان حقیقی معنوں میں فلاحی مملکت بن جائیگا

محمد زمان خان اچکزئی

لاہور، وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی حاجی محمد زمان خاں اچکزئی نے تمام اسلام دوست حلقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام کو کامیابی سے نافذ کرنے میں اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں زکوٰۃ اور عشر کا نظام نافذ کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جرائم کی روک تھام اور استحصال کے لیے اسلام کے تعزیری قوانین بھی نافذ کر دیئے گئے ہیں انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ زکوٰۃ اور عشر کے نظام سے پاکستان حقیقی معنوں میں اسلام کی فلاحی مملکت بن جائے گا اور تعزیری قوانین پر صحیح عملدرآمد سے عوام معاشرے کے بدکردار اور بدقماش عناصر سے نجات پاکر سکھ کا سانس لیں گے۔ وفاقی وزیر نے جو اسلام آباد سے براستہ لاہور فیصل آباد جا رہے تھے لاہور کے ہوائی اڈے پر استقبال کے لیے آئے ہوئے مختلف افراد اور اپنی جمعیت کے کارکنوں سے مزید بات چیت کرتے ہوئے کہا پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا صرف اندرون ملک ہی نہیں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی خیر مقدم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام ہونے کے بعد ہر فرد کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ اب پاکستان اسلامی نظام کی تجربہ گاہ بن گیا ہے اور ساری دنیا کی نگاہیں پاکستان پر مرکوز ہیں۔ حاجی محمد زمان خان اچکزئی نے کہا خدانخواستہ اگر پاکستان میں اسلامی نظام کامیابی سے نافذ نہ کیا جا سکا اور یہ تجربہ ناکام رہا۔ تو اس ملک پر لادینی عناصر مسلط ہو جائیں گے انہوں نے نام لیے بغیر تمام جماعتوں سے جو اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اسلامی نظام کو مؤثر طور پر نافذ کرانے اور اسے کامیاب بنانے میں مدد کرنے کی اپیل کی انہوں نے کہا ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ہم اپنے ہر عمل کے لیے اللہ تعالےٰ کے ہاں جوابدہ ہیں۔ انہوں نے ہوائی اڈے پر موجود لاہور کارپوریشن کے سربراہ جنرل ریٹائرڈ ممتاز علی کو ہدایت کی کہ وہ کارپوریشن میں رشوت کو ختم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کریں اور خاص طور پر ایسے افسروں کا کڑا محاسبہ کریں جنکی شہرت اچھی نہیں ہے اور جن کے بارے میں بدعنوانی اور رشوت ستانی کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔

اس سے پہلے جب وفاقی وزیر لاہور پہنچے تو جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے صدر ملک شبیر محمد نائب صدر میاں محمد حنیف اکرام القادری مدیر ترجمان اسلام سابق طالب علم راہنما جناب، اشفاق ہاشمی کے علاوہ جمعیت اور قومی اتحاد کے سینکڑوں کارکنوں نے ان کا استقبال کیا۔ بعدازاں انہوں نے لاہور جمعیت کے نائب صدر میاں حنیف کی اقامت گاہ پر بھی ایک اجتماع سے خطاب کیا۔

مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب

بعض صوبائی عہدیداروں کو مرکزی عہدہ ملنے اور دستور میں ترمیم کے پیش نظر مرکزی وصوبائی عہدیداران پر چار نائب امیر اور چار نائب ناظم مقرر کیے جائیں۔ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ درج ذیل حضرات پر مشتمل ہوگی۔

امیر: حضرت مولانا عبید اللہ انور لاہور
نائب امیر اول: مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سرگودھا
نائب امیر دوم: مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی
〃 سوم: مولانا محمد شریف ادارہ جہلم
〃 چہارم: سید مقبول حسین ایڈووکیٹ اوکاڑہ
ناظم عمومی: قاری محمد نور الحق قریشی نگران امور علیمہ
نائب ناظم اوّل: مولانا محمد لقمان علی پور انتخابات وغیرہ
〃 دوم: مولانا منظور احمد چنیوٹی شعبہ تبلیغ
〃 سوم: مرزا غلام نبی جانباز دفتری امور
〃 چہارم: مولانا محمد صادق سرگودہا شعبہ نشر و اشاعت
خازن: خواجہ محمد افضل حق
سالار اعلیٰ: محمد شفیع صاحب جہلم

مولانا قاضی محمد صبغۃ اللہ کا انتقال

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے بزرگ راہنما حضرت مولانا احمد سعید ہزاروی کے والد بزرگوار جناب مولانا قاضی صبغۃ اللہ ولی اللہ گذشتہ دنوں کالا میرا ضلع مانسہرہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم انتہائی نیک۔ خدا ترس اور بزرگ تھے۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور دیگر راہنماؤں مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا زاہد الراشدی علامہ محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر غلام محمد، صوفی حسین احمد سوز، اور حافظ گلزار احمد آزاد نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں

ادارہ ترجمانِ اسلام حضرت مولانا احمد سعید اور ان کے اہل خاندان کے اس غم میں شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دیں (ادارہ)

جمعیت میں شمولیت

ساہیوال حلقہ منڈی محلہ شمسیہ غربی ولکڑ منڈی کا سے سوا دو سو افراد نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ان تمام افراد نے قائد قومی اتحاد و جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ جن لوگوں نے شمولیت کی ان میں اکثر لوگ تاجر پیشہ و آڑھتی و کلاء حضرات میں چند نام درج ہیں۔ حافظ دین محمد صاحب، قاری محمد امین صاحب، حاجی محمد ابراہیم صاحب، چوہدری

فتح محمد صاحب، حاجی نصیر الدین صاحب جناب عبد المجید صاحب ڈپو ہولڈر، حاجی محمد سلیمان صاحب، حاجی نور محمد صاحب، ملک فتح محمد صاحب، عبد الستار صاحب، بدر القمر صاحب۔

اظہار تعزیت

فورٹ عباس جمعیۃ علماءِ اسلام کے مخلص کارکن حاجی نثار احمد بقضائے الٰہی اس دنیا فانی سے رخصت ہو کر خالقِ حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ اور کچھ دن قبل ہی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے آئے تھے۔ آپ کا جمعیۃ علماء اسلام سے گہرا تعلق تھا۔ اور مدرسہ عربیہ سراج العلوم کے بہترین معاون تھے کارکنان جمعیۃ و مدرسہ کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماویں۔ آمین۔

ضلع ساہیوال

جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی کی خصوصی دعوت پر علامہ غلام رسول صاحب کی زیر صدارت احباب ضلع کا ایک اجلاس خاص منعقد ہوا جس کی غرض وغایت کی وضاحت حضرت فاضل رشیدی صاحب نے فرمائی۔ آپ کے بعد جناب نے بھی اظہار خیال کیا اور مولانا کے جذبات کی قدر و تائید کی۔ اس کے بعد سوادِ اعظم اہل سنت ضلع ساہیوال کا انتخاب کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔

امیر: مولانا محمد عبد اللہ صاحب چھینوی — اوکاڑہ
نائب امیر: مولانا منظور احمد صاحب — ساہی وال
ناظم اعلیٰ: مولانا محمد حسین صاحب رشیدی — عارف والہ
نائب ناظم: مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب — " "
خازن: چوہدری عبد الحق صاحب — اوکاڑہ
ناظم نشر واشاعت: قدرت اللہ فاروقی — ساہی وال
سالار حزب اللہ: مولانا محمد سلیمان صاحب طارق — اوکاڑہ

لاڑکانہ

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ کے ممتاز راہنما مولانا علی محمد صاحب حقانی اور حافظ محمد بخش کی نشاندہی اور کوشش سے نوڈیرو پولیس نے گڑھی خدا بخش بھٹو میں قربان علی لغاری کے گھر پر چھاپہ مار کر ڈیڑھ سال قبل جام شورو سے اغوا شدہ پٹھان قبیلہ کی چودہ سالہ لڑکی بیگم جان کو برآمد کرا لیا۔ مذکورہ لڑکی کو والدین کی عدم موجودگی میں زبردستی اغوا کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے لڑکی کو فوراً اس کے والدین کے حوالہ کیا۔ پولیس کی پوری پارٹی خصوصاً اے ایس آئی رحیم خان اور سپاہی رحمت شاہ نے قابل تعریف کردار ادا کیا۔

اظہارِ تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے سیکرٹری جنرل حکیم صوفی حسین احمد سوز لدھیانوی نے اپنے اخباری بیان میں بازار دیگاں والا کے محمد سلیمان کی جواں مرگ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ مرحوم جمعیت کا سرگرم ایثار پیشہ اور انتھک مخلص کارکن تھا۔ مسجد نور کی تحریک میں مرحوم نے نہایت صبر و استقلال سے پولیس کا تشدد اور جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی پیش پیش رہا۔ حکیم حسین احمد نے مرحوم کے لیے مغفرت اور اہل خانہ کے لیے صبر کی دعا کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ مرحوم کے اہل خانہ کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

اظہارِ تعزیت

جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے ضلعی امیر مولانا محمد سرفراز خاں صفدر، نائب امیر علامہ محمد احمد لدھیانوی، سیکرٹری جنرل ڈاکٹر غلام محمد، امیر شہر مولانا مفتی عبد الواحد، جنرل سیکرٹری حکیم صوفی حسین احمد سوز لدھیانوی اور انجمن خدام اسلام کے کنوینر شیخ عبد الستار نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں ہفت روزہ "خدام الدین لاہور" کے ناظم احسان الواحد کی خالہ محترمہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور اہل خانہ کے لیے صبر کی دعا کی ہے احسان الواحد ان دنوں ضلع بہاولنگر کے دورہ پر تھے اس لیے جنازہ میں شرکت نہ کر سکے۔

صوفی نذیر احمد کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام گکھڑ کے بزرگ راہنما صوفی نذیر احمد کاشمیری کی اہلیہ محترمہ گذشتہ روز طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ انتہائی نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور عابدہ و ذاکرہ خاتون تھیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ کی مغفرت کیلئے خصوصی دعا فرمائی نماز جنازہ میں دیگر سینکڑوں افراد کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا زاہد الراشدی، صوفی حسین احمد، سید محمد صابر شاہ اور طالب علم راہنما ظفر لیسین بٹ بھی شریک ہوئے۔

بستی مٹھو شجاع آباد

ضلع ملتان کے معروف عالم دین مولانا عبد العزیز شجاع آبادی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا تمام مسائل کا حل ہے وہ شجاع آباد شہر سے تین میل کے فاصلہ پر مسجد بلال بستی مٹھون میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے اور علماء دیوبند نے ہر دور میں اتحاد و اتفاق کا درس دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر تحریک جو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی طرف چلائی جاتی رہی اس کی قیادت کا سہرا علماء دیوبند کے سر ہے۔ مولانا سے قبل جمعیۃ علماء اسلام ٹبی درکھاناں کے راہنما مولانا غلام حیدر اور مولانا خادم اللہ صاحب اور اہل حدیث عالم مولانا سلطان محمود جلالپوری اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کے ناظم شعبہ تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ صدارت کے فرائض حاجی رانا کریم بخش صاحب نے سرانجام دیئے۔ اور جمعیت شجاع آباد کے نعت خواں صوفی عبد الخالق نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

انتخاب قومی اتحاد

گذشتہ دنوں دفتر قومی اتحاد میں ضلع لاہور کے دیہاتی علاقوں کے کارکنوں کا اجلاس زیر صدارت چوہدری رکن دین صاحب ہوا جس میں کثرت رائے سے حسب ذیل عہدیدار چنے گئے۔

صدر: ملک جاوید اقبال
سینئر نائب صدر: حاجی سردار علی

نائب ناظم : محمد اسلم کمہار ۔ محمد حنیف رحمانی ۔ حکیم محمد شریف چوہدری حسن دین کالا ۔

جنرل سیکرٹری : تسیم احمد خان

جائنٹ سیکرٹری : جعفر علی رضوی

سیکرٹری اطلاعات : چوہدری سردار محمد

پراپگنڈہ سیکرٹری : سید اعجاز

آفس سیکرٹری : خلیل احمد

خزانچی : چوہدری رحیم بخش

کمہار منڈی ملتان کی سرگرمیاں

یوں تو جمعیت علماء اسلام کمہار منڈی شروع سے ہی جماعتی سرگرمیوں میں انفرادی حیثیت کی حامل رہی ہے ۔ جس کا اعتراف امام اسلامی انقلاب مولانا مفتی محمود نے مختلف مقامات اور علاقہ ہذا کے دوروں کے موقعہ پر فرمایا ہے ۔

تاہم جب سے حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب مجاہد اس علاقہ میں رہائش پذیر ہوئے ہیں اور ایک عظیم الشان ادارہ ”جامعہ حقانیہ اظہر العلوم محمدیہ“ کی بنیاد رکھی ہے تو کمہار منڈی کی جمعیۃ کی کارکردگی کو چار چاند لگ گئے ہیں اور حضرت مولانا کے دینی و عصری علمی تجربہ کو دیکھ کر علاقہ ہذا کی بہت بڑی شخصیتیں بھی جمعیۃ میں شامل ہو چکی ہیں ۔

الحمد للہ نظام مصطفےٰ کی تحریک میں علاقہ ہذا سے پچاس کے قریب کارکن گرفتار ہوئے اور باوجود پولیس تشدد کے ہر روز عظیم الشان جلوس نکلتے رہے ۔ ان دنوں جبکہ رکنیت سازی کی مہم جاری ہے تو حضرت علامہ صاحب نے ایک وفد جس میں مولانا خادم حسین مولانا مقصود شاہ صاحب ۔ مولانا علاؤ الدین صاحب ۔ حکیم شبیر صاحب ۔ ملک محمد اکبر ۔ محمد ایوب فاروق ۔ حافظ غلام محمد شامل ہیں ۔ ترتیب دیا ہوا ہے جو کہ مختلف مقامات پر دورے کر رہا ہے حکیم مختار احمد صاحب امیر جمعیۃ کی سربراہی میں اور حضرت علامہ صاحب کی رہبری میں اس وفد نے گراس منڈی ۔ ولائیت آباد ۔ لطیف آباد ، محمد پورہ ، چاہ تھلے والا ۔ کابان پور ، فاروق پورہ ، لیاقت آباد کا دورہ مکمل کر لیا ہے اور سینکڑوں حضرات نے ممبر سازی میں حصہ لیا ہے ۔ اب جبکہ ربیع الاول کی آمد ہوئی تو جمعیۃ العلماء اسلام کمہار منڈی نے علاقہ بھر میں تبلیغی جلسے منعقد کئے ۔

۱۱ ربیع الاول کو محمدی جامع مسجد محلہ محمد پورہ ۔
۱۲ ربیع الاول مرکزی جامع مسجد مولانا نور محمد والی
۱۳ ربیع الاول کو جامع مسجد نقشبندی کمہار منڈی ۔
۱۴ ربیع الاول جامع مسجد الفردوس ٹمبر مارکیٹ ۔
۱۶ ربیع الاول جامع مسجد فاروق پورہ ۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر ایک دن میں کئی کئی تقریریں ہوئیں ۔ ان تمام مقامات پر علامہ عبدالحق صاحب مجاہد نے لوگوں کو رحمت اللعالمین کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی ترغیب دی اور حضورؐ کی سیرت کی کاملیت اور جامعیت پر مفصل دلائل دیئے اور نظام مصطفےٰ کی برکات سے لوگوں کو آگاہ کیا اور تمام مقامات پر حضرت مفتی محمود صاحب اور دیگر اکابرین کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کیا اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ملک پاکستان میں اسلام دشمن طاقتوں کی حوصلہ شکنی کریں اور اسلام کی سربلندی کے لیے پاکستان قومی اتحاد کا ساتھ دیں ۔ حضرت علامہ صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ جہاں بھی گئے لوگوں نے پرجوش خیر مقدم کیا ۔

تبلیغی و تنظیمی دورہ ضلع ملتان

مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمانی مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کا تفصیلی دورہ تنظیمی دورہ کے دوران مختلف جماعتی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ رکن سازی ہی جماعتی قوت کا ثبوت ہے ۔ مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمانی نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام ہی واحد جماعت ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے رات دن ہمہ تن مصروف ہے مولانا رحمانی نے اس دوران تحصیل لودھراں اور تحصیل شجاع آباد کے علاقوں کا دورہ کیا مندرجہ ذیل مقامات ۔ گنویں کوٹھی ، حافظ والہ ، ظریف شہید ، بکے والہ ، سبنی داد ، جگو والہ ، بستی مخدوم شجاع آباد شہر ،

مولانا نے کہا کہ تحصیل شجاع آباد میں ۵۵ کا پیان عنقریب مکمل ہو جائیں گی مندرجہ ذیل مقامات تحصیل لودھراں کا دورہ ۔ نور گڑھ ، چک ۲۶۷ ڈبلیو بی ، ذخیرہ ، موضع محمد سعی ، سہ کوٹھہ ، دنیا پور ، قطب پور ، جھتہ بہوڑ ، جلہ ارائیں تحصیل لودھراں میں ۳۵ کا پیاں مکمل ہونے والی ہیں ۔ مبلغ ضلع ملتان

نے خانیوال شہر کا بھی مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کیا اور رکن سازی کی رفتار کا جائزہ لیا ۔ ظہور احمد ٹیلیماسٹر ۲۵ رکن بنائے ، کالونی نمبر ۲ قاری محمد عیسیٰ ۰ ، ممبر بنائے کالونی نمبر ۳ ماسٹر محمد صدیق انجم ۱۰۰ ممبر بنائے ۔ جبیب کوٹ قاری عبدالستار ۱۰۰ ممبر بنائے جنت نگر مولانا صاحب موجود نہیں تھے ، لوکل شیڈ مولانا محمد عباس ۱۰ ممبر بنائے ، سید آفتاب شاہ ۲۰۰ ممبر بنائے ، مولانا محمد رمضان کوٹرا یا دنے ۴۰۰ ممبر بنائے ۔

مولانا رحمانی صاحب نے جبیب کوٹ ، خانیوال مدرسہ اشرف المدارس میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس دین کی فیکٹریاں ہیں اس میں پرزے تیار ہوتے ہیں ۔ تبلیغ کا پرزہ تدریس کا پرزہ تنظیم کا پرزہ یہ تمام پرزے جہاد فی سبیل اللہ پر کام آتے ہیں اس وقت جمعیت علماء اسلام اعلائے کلمۃ الحق کے حفاظت کے لیے میدان عمل میں ہے اس میں تمام پرزوں کی بیک وقت اشد ضرورت ہے ۔

مولانا رحمانی صاحب کے ہمراہ سید آفتاب شاہ بھی تھے ۔ تحصیل خانیوال میں ۴۰ کاپیاں عنقریب مکمل ہونے والی ہیں ۔ مبلغ ضلع ملتان مولانا منظور الحق رحمانی نے کہا کہ نمبر اول کبیر والہ نمبر دوم شجاع آباد نمبر سوم خانیوال نمبر چہارم لودھراں نمبر پنجم ملتان ہے ۔

دعائے صحت و درازیِ عمر

مدینہ منورہ میں مقیم جناب حاجی محمد خالد صاحب خانگڑھی نے اطلاع دی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مدظلہ العالی کو سخت تکلیف ہے اور صاحب فراش ہیں آپ کے لاکھوں خادم اور متعلقین سے آپ کی صحت و درازیِ عمر کی دعا کی درخواست ہے ۔

ضروری اعلان

حضرت شیخ طریقت مولانا عبدالحئی صاحب دامت برکاتہم جانشین حضرت بہلوئی ہر ماہ کی اسلامی مہینہ کی یکم سے دس تاریخ تک خانقاہ نقشبندیہ بہلویہ مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد قیام فرمائیں گے ۔ باقی ایام میں خدام کی دعوت پر اسفار پر ہوں گے ۔

طلباء کی سرگرمیاں — ظہیر میر

لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے خاتمے کیلئے جلد تحریک کا آغاز کیا جائیگا

جاوید پراچہ

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ طلباء خود کو میکالے کے نظام تعلیم کے خاتمے کیلئے تیار کریں۔ عنقریب وہ پورے ملک کا دورہ کر کے اس نظام تعلیم کے خلاف منظم جدوجہد کا آغاز کریں گے۔

سومرانی شریف (ضلع شکارپور)

گذشتہ دنوں ضلع شکارپور کے صدر دین محمد قریشی آف رستم نے سومرانی شریف کا دورہ کیا۔ اجلاس میں انہوں نے کارکنوں کو محنت اور لگن سے کام کرنے کی تلقین کی اور علماء حق کے کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجلاس سے بشیر احمد بلوچ، فتح محمد قاسمی، غلام شبیر اور دین محمد قریشی نے خطاب کیا۔

شاخیں متوجہ ہوں (تھرپارکر)

ضلع تھرپارکر کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ

۱۔ وہ اپنی شاخ کے تمام عہدیداروں اور ضلعی مجلس عمومی کے ناموں کی فہرست ارسال کریں۔

۲۔ ہر شاخ کے صدر اور ناظم عمومی اپنے مکمل پتے اور ٹیلیفون نمبر ارسال کریں۔

۳۔ ماہانہ رپورٹ جلد از جلد میرے پتے پر روانہ کریں۔

۴۔ اب تک جتنی معاونت سازی ہوئی ہے اس کی رپورٹ دیں۔

محمد طاہر راجپوت۔ ناظم اعلیٰ ضلع تھرپارکر

جنڈانوالہ (ضلع میانوالی)

جمعیۃ طلباء اسلام جنڈانوالہ کا پندرہ روزہ اجلاس زیر صدارت حافظ مقبول احمد منعقد ہوا جس میں مولانا محمد یوسف صاحب نے خطاب فرمایا آپ نے جمعیۃ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اجلاس میں گورنمنٹ ہائی سکول میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کا مطالبہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خوشی میں مولانا مفتی محمود اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

ناظم مالیات صوبہ پنجاب کا دورہ مظفر گڑھ

صوبہ پنجاب کے ناظم مالیات قاری محمد اختر ضلع مظفر گڑھ کا تنظیمی دورہ کے لیے درج ذیل طلباء نے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ محمد ادریس۔ نذیر محمد نذیر۔ محمد رمضان۔ عبدالعزیز۔ محمد شریف منظور حسین عطاء اللہ صدیقی۔ محمد لطیف۔ محمد اکبر محمد شاکر شکور سلیم انجم۔ محمد معصوم۔ عنصر ندیم۔ محمد حنیف۔ محمد اسلم۔ نعیم اختر شاہین۔ محمد ادریس۔ مشتاق احمد رانا سجاد تبسم۔ مندرجہ بالا طلباء گورنمنٹ ڈگری کالج اور کمرشل کالج سے تعلق رکھتے ہیں محمد طالب ضیاء نے ان کی شمولیت پر خیر مقدم کیا۔

مرکزی ناظم نشریات طارق مسعود کا دورہ عارف والہ

جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس شیخ محمد زبیر کنوینر عارف والہ کی زیر صدارت ہوا۔ اجلاس سے حافظ طارق مسعود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیمی اداروں میں بلا تاخیر اسلامی نظام رائج کیا جائے اجلاس میں طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

وسرلواہن (ضلع خیرپور) میں انتخاب

جمعیت طلباء اسلام وسرلواہن کے انتخاب کے موقع پر ضلعی صدر عبدالقیوم صاحب اور ناظم عمومی میاں فضل اللہ نے شرکت کی مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا سرپرست حاجی محمد عاقل صاحب۔ صدر۔ میاں غلام مرتضیٰ نائب صدر۔ میاں حفیظ اللہ ناظم اعلیٰ۔ لطف اللہ صاحب۔ نائب ناظم صفی اللہ صاحب خازن۔ محمد ہارون۔ ناظم اطلاعات۔ غلام سرور

جمعیت طلباء اسلام کراچی کے سات ارکان پر مشتمل ایک نمائندہ وفد نے محمد الیاس تمنا، ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام (صوبہ سندھ) کی قیادت میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اور شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب کی عیادت کی۔ دونوں بزرگوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے لیے دعا کی اور طلباء سے کام کرنے کی تلقین کی۔

شکر گڑھ

جمعیۃ طلباء اسلام شکر گڑھ کے صدر محمد اعظم گورنمنٹ ڈگری کالج کی مجلس اقبال کے جنرل سیکرٹری اور اعجاز انور باجوہ جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہو گئے۔

انتخاب: ڈیرہ اسماعیل خاں

گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیرہ اسماعیل خاں کے طلباء کا ایک اجلاس ہاسٹل میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی باقاعدہ کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جناب حامد علی رحمانی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد نے مختصراً جمعیۃ طلباء اسلام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیرہ کا انتخاب عمل میں لایا۔

صدر۔ محمد صدیق ۔ نائب صدر۔ محمد سعید
جنرل سیکرٹری۔ محمد اسمٰعیل۔ جائنٹ سیکرٹری۔ رحیم خان بھٹی
خازن ۔ محمد جان ۔ ناظم نشر واشاعت ۔ محمد

انتخاب : بھکّر

صدر ۔ رانا غلام سرور۔ گورنمنٹ کالج بھکر
نائب صدر ۔ رانا عبدالحمید پیرزادہ ۔ خلیل اللہ ۔ گورنمنٹ کالج بھکر۔
ناظم عمومی ۔ رانا آفتاب احمد۔ گورنمنٹ کالج بھکر
ناظم ۔ شیخ مظفر خورشید " "
ناظم نشر واشاعت ۔ چوہدری محمد نواز گورنمنٹ ہائی سکول بھکر
خازن ۔ حبیب اللہ مدرسہ جامعہ رشیدیہ بھکر۔

بعد ازاں عہدیداروں سے حلف وفاداری جناب عبدالحکیم صاحب اکبری ۔ سابق مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے لیا۔

مرکزی مجلس
عاملہ کا اجلاس

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا دو روزہ اجلاس مورخہ ۱۰، ۱۱ / مارچ بروز ہفتہ ۔ اتوار بمقام شیرانوالہ گیٹ میں صبح ۹ بجے مرکزی صدر جاوید پراچہ نے طلب کیا ہے اراکین مجلس عاملہ کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں اگر کسی رکن کو دعوت نامہ موصول نہ ہو تو اسے ہی دعوت نامہ سمجھ کر بروقت تشریف لے آویں۔

بقیہ : رواں دواں

نظریاتی پالیسی کو مسلط اور وہاں کی اقتصادیات کو مفلوج کر دیا جائے۔

ہمارے نزدیک روس کو اپنی اس مخصوص پالیسی کا جلد یا بدیر دامن چھوڑنا پڑے گا اب دنیا کی کوئی قوم کوئی علاقہ روس کے امن پسند اور تیسری دنیا کے غمخوارانہ رویے کو بہتر طور سے سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کرے گا۔

برصغیر میں روس کا کلی ایجنٹ اور بڑا ٹھیکیدار بھارت بھی روسی پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے ...... سکم وغیرہ کو ہڑپ کر چکا ہے۔ اور کشمیری عوام کے گزشتہ ۳۲ سال سے حقوق غصب کر رہا ہے۔

امن کا یہ ڈھنڈورچی بھارت ویت نام کے کمپوچیا پر حملے کو جارحیت قرار دیتے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے جبکہ چین کی دفاعی کارروائی اسے جارحیت دکھائی دیتی ہے۔ روس سے "باہم دوستی" کے بہانے ۲۵ سالہ معاہدہ کو پاکستان کے خلاف حملے کے لیے روس سے اسلحی امداد حاصل کر کے اسے امن کا معاہدہ کہتا ہے۔

اگر پاکستان چین سے اقتصادی امداد کا معاہدہ بھی کرتا ہے تو وہ چینی لیڈروں کو اس معاہدے سے دستبردار ہونے کے لیے کہتا ہے۔

"چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے" ایک جانب پاکستان سے دوستی اور باہم تعاون کا معاہدہ کرتا ہے تو دوسری طرف جگوار طیارے خریدتا ہے آبدوزیں تیار کرنے کے کارخانے لگاتا ہے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور"

یہ سب کچھ روس کی توسیع پسندانہ برطانوی طرز کی کارروائی کا ایک حصہ ہے۔ خواہ اسے بھارت پورا کرے یا ویت نام ۔ انگولا یا ایتھوپیا کیوبا کرے یا افغانستان میں ترکئی۔ برطانوی توسیع پسندانہ کارروائی کا آخر کار نتیجہ یہ نکلا ہے کہ برطانوی معیشت مکمل طور پہ تباہ ہو چکی ہے۔ ملک کا تمام کام غیر ملکی سرمایہ داروں نے ٹھیکہ پر لیا ہوا ہے۔ برطانوی ایئر لائن بی۔ او۔ اے۔ سی کے تمام ترحصے ایران نے خرید رکھے ہیں۔ برطانیہ دوسرے ملکوں کے سرمایہ کاروں کا محتاج ہے۔ برطانیہ کی تمام فیکٹریاں اور بینک یہودیوں کے قبضہ میں ہیں۔ اگر روس نے برطانیہ کی یہ پالیسی ترک نہ کی تو خدشہ ہے کہ چند سال بعد جبکہ چند اور ملک روس کی دست برد کا شکار ہو جائیں گے تو روسی معیشت اور اقتصادیات تباہ ہو جائے گی۔ پسماندہ اور تیسری دنیا کے وہ ملک جو روس سے معاشی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں پھر کسی روس ایسے نئے جارح کو تلاش کریں گے جو ان کی معیشت کو سہارا دے سکے۔ اور پھر یہی پسماندہ اور امداد کے طالب ممالک اپنی اس نیم آزاد حیثیت کو بھی بہت جلد کھو بیٹھیں گے جو فی الوقت انہیں حاصل ہے۔ روسی جارحیت (جس میں کمیونزم کی جزوی ملاوٹ بھی ہے) کا مقابلہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے تمام ترقی پذیر پسماندہ اور ترقی یافتہ ممالک باہم اقتصادی و معاشی تعاون قائم کریں۔

بقیہ : بلوچستان کی ڈائری

نام نہاد دعویداروں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ دوسرے ممالک میں سوشلسٹ انقلاب پر تو وہ بغلیں بجاتے ہیں مگر یہاں یو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے منہ میں زبان نہیں جمعیۃ کے صوبائی فنانس سیکرٹری آغا نصیر الدین احمد نے کہا کہ اس اعلان سے واضح ہو گیا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد نے موجودہ عبوری حکومت سے تعاون کرنے کا صحیح فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ پی این اے اسلامی نظام کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے ہی حکومت میں شامل ہوا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما اور ضلع کوئٹہ کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام سرور نے کہا کہ اسلامی تعزیرات کا اعلان تو خوش آئند ہے۔ مگر اس پر مخلصانہ طور پر عمل درآمد کے بعد ہی ثمرات ظاہر ہوں گے۔ انہوں نے کہا۔ اگر انتظامیہ کو اسی طرح بے لگام چھوڑا گیا اور اسکی گوشمالی نہ کی گئی تو خدانخواستہ یہ بے لگام طبقہ اس مقدس آئین کے سامنے رکاوٹ نہ بنے اس کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع خضدار کے صدر مولانا قمر الدین۔ ضلع مکران کے صدر مولانا رحمت اللہ ضلع سبی کے صدر مولانا جان محمد۔ ضلع ژوب کے صدر مولانا محمد اسحاق خوستی۔ ضلع پشین کے صدر مولانا عبداللہ آخوندزادہ ضلع نوشکی کے صدر حاجی صالح محمد۔ دالبندین کے صدر مولانا عبدالرزاق۔ ضلع خاران کے صدر مولانا عبدالشکور ضلع لورالائی مولانا عبدالکریم تربت کے صدر مولانا عبدالحق۔ زہری کے صدر میر امان اللہ زرکزئی۔ مستونگ کے قاضی عبدالستار زیارت کے مولانا نیاز محمد درانی اور قومی اتحاد ضلع کوئٹہ کے صدر مولانا نیاز محمد درانی۔ جمعیۃ ضلع کوئٹہ کے صدر سید عبدالستار شاہ نے اسلامی نظام کے سلسلے میں اسلامی تعزیرات کے اعلان کا خیر مقدم کیا۔

دارالعلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دارالعلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

فرقہ وارانہ منصوبہ کا انکشاف

فرقہ بریلویہ کی چیرہ دستیاں تو عرصہ دراز سے جاری ہیں مگر اب جس طریقہ پر انہوں نے اسے شروع کیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ایک مرکزی ادارہ کی طرف سے دوسرے ضلع کے صدر تنظیم خطباء و علماء کو ہدایت نامہ ہے۔ یہ خط مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہے

یہ خط آپ کو ارسال کیا جا رہا ہے

منسلکہ خط کے چیدہ چیدہ نکات حسب ذیل ہیں

o پاکستان قومی اتحاد سے جمعیۃ پاکستان کی علیحدگی حضرت قائد محترم سے معقول اختلاف کی بناء پر نہ تھی بلکہ اپنے ایک باقاعدہ منصوبے اور خفیہ سکیم کی بنیاد پر تھی۔

o خط میں آئندہ حکومت حاصل کرنے کے الفاظ قابل غور ہیں

o سیاسی مقصد برآری کے لئے وہابی۔ بریلوی دیوبندی کی بحث چھیڑی جائے چنانچہ ایسے ہی ہو رہا ہے۔

o یہ جھگڑے جون ۱۹۷۸ء سے منظم اور بہ تسلسل جاری ہو جانے چاہئیں۔

o اس خط کے مندرجات سے اندازہ لگائیے کہ ایک مرکزی ادارہ اپنے پیڈ پر سربمہر ملفوف دوسرے ضلع کے تنظیم خطباء و علماء کے صدر کو ہدایات دیتا ہے کہ عقائد کی جنگ جاری کرو اور اس سلسلے میں کام کی رفتار سے ہمیں مطلع کرو۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت امام کعبہ الشیخ عبداللہ ابن سبیل کی جمعہ کو جھنگ ورود کے موقع پر ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اپنی مساجد کے بجائے یکجا امام کعبہ کے پیچھے جمعہ ادا کیا جائے اور ایسا ہی ہوا لاکھوں مسلمانوں نے یکجا جمعہ ادا کیا مگر فرقہ بریلوی کے چند جغادریوں نے اپنی علیحدہ ڈفلی بجائے رکھی اور ان حرمان نصیبوں نے اس اہم موقع پر فرقہ واریت کا وہ لاوا اگلا کہ الامان والحفیظ۔ جبکہ عوام نے ان کا بالکل ساتھ نہ دیا اور بعد میں جو درگت بنائی گئی جو عزت نفس رکھنے والوں کے لئے نمونہ عبرت ہو۔ مگر یہ اب بھی اسی راہ پر چلیں گے۔

محمد الیاس بالاکوٹی

حلقہ سٹیلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر

یہ خط من وعن ہے جو شائع کیا جا رہا ہے۔

دارالعلوم جامع غوثیہ رضویہ اہلسنت و جماعت بریلوی زیر نگرانی۔ کمیٹی امور مذہبیہ جامع مسجد افغانان برلب دریا جہلم

مکرمی جناب ابوالطاہر محمد خبیب قادری صاحب ناظم نشر و اشاعت سنی تنظیم الخطبا۔ جھنگ۔

السلام وعلیکم۔ مزاج اقدس

میں آپ کی توجہ ایک اہم حقیقت کی طرف دلا رہا ہوں اور وہ یہ کہ پاکستان کی حکومت حاصل کرنے کے لئے آئندہ نہ سیاسی پلیٹ فارم استعمال ہوگا نہ صوبہ پرستی نہ کوئی اور۔ بلکہ موجودہ قرائن کے پیش نظر میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ظاہرہ اور درپردہ مذہبی عقائد کا پلیٹ فارم استعمال ہوگا۔ آئندہ بریلوی اور دیوبندی وغیرہ عقیدوں کا مقابلہ ہوگا۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اور آپ کے رفقاء اس یقینی خطرے کے پیش نظر ایک جامع پروگرام ضرور تیار کریں گے تاکہ ہم عقیدہ لوگوں کو ذہنی طور پر اس صورت حال کے لئے تیار کیا جائے۔ گستاخی معاف۔ ہم میں سے اکثر کے نزدیک ہنوز دلی دور است کا تصور ہی رد بلا بنا ہوا ہے خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

امید ہے آپ جواب سے جلد نوازیں گے

افتخار یوسف زئی۔ صدر

کمیٹی امور مذہبیہ جامع مسجد

جہلم

ملز کو فی الفور چالو کیا جائے

ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد کا پسماندہ علاقہ ہے جہاں ہزاروں ایکڑ زمین پانی کی نایابی کے باعث بے کار پڑی ہے جس سے ضلع کی دیہی آبادی کو کافی مشکلات اور مسائل کا سامنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ متبادل ذرائع معاش پر گزر اوقات کر رہے تھے جس میں ایک بڑا ذریعہ ڈیرہ کی واحد (ٹرائیل ٹیکسٹائل ملز تھا) مگر بدقسمتی سے کچھ عرصہ پہلے یہ مل اندرونی مسائل کے سبب لاک کر دی گئی جس سے ہزاروں افراد بے روزگار ہو گئے اور ضلع کے غریب ترین طبقہ کو متواتر بے روزگاری کا سامنا ہے۔ لہذا ہم مارشل لاء حکومت اور وزارت صنعت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ مل ھذا کو فی الفور چالو کیا جائے تاکہ ضلع کے غریب عوام کی بے چینی اور مشکلات دور ہو سکیں۔۔۔۔ عبدالستار ستاری ڈیرہ اسماعیل خان

رحم کی اپیلیں

مسٹر بھٹو کی سزائے موت کے بارے میں بیرونی ممالک کے سربراہ جو اپیلیں کر رہے ہیں۔ کہ اس سزا میں تخفیف یا نرمی کر دی جائے یا بھٹو کی جان بخش دی جائے۔ ایمنیسٹی انٹرنیشنل یا دوسرے ممالک اس وقت کہاں سوئے ہوئے تھے جب مسٹر بھٹو اور ان کی ذاتی فورس F.S.F نے پچھلے سات برس تک اپنے دور اقتدار میں یہاں ظلم و ستم اور سیاسی قتل غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان کی رگ ہمدردی اس وقت کیوں نہ پھڑکی جب ڈاکٹر نذیر، خواجہ رفیق، مولانا شمس الدین، اچکزئی اور ہزاروں دوسرے افراد کو محض سیاسی مخالفت کی بنا پر تہ تیغ کر دیا گیا۔ یہ اپیلیں سراسر ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت ہیں اور جنرل ضیاء الحق صاحب کو ہرگز اپیلوں کا نوٹس نہیں لینا چاہئے۔

فضل محمد عثمانی۔ ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد

ٹرینوں کا اسٹاپ بحال کریں

پڈعیدن۔ حیدرآباد اور روہڑی کے درمیان

اہم جنکشن ہے اور یہاں کی شہر اور قرب و جوار کی ۵۰ ہزار کی آبادی کا واحد ذریعہ ریلوے ہی ہے۔ مگر سفر کی سہولتوں سے محروم ہے اتنی کثیر آبادی کے لئے مین لائن کی صرف دو گاڑیاں ہیں جو ناکافی ہیں جس کی وجہ سے عوام کو بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے یہاں کے عوام کا ریلوے حکام اور انتظامیہ سے مطالبہ ہے کہ پڈعیدن اسٹیشن پر تیز رو، عوام ایکسپریس اور خیبر میل کا سٹاپ بحال کیا جائے۔ تاکہ عوام کو سفر میں دشواریوں سے نجات مل سکے اور مقامی ڈاک کا مسئلہ بھی حل ہو سکے جواب صرف کراچی ایکسپریس اور پسنجر گاڑیوں سے آتی جاتی ہے اور اس میں کئی کئی دن لگ جاتے ہیں۔۔۔

کریم بخش چشتی و دیگر متعدد افراد ریلوے روڈ پڈعیدن ضلع نواب شاہ۔

سڑک تعمیر کرائیں

ضلع مکران کی بڑی سڑک عرصہ دراز سے خراب ہے اس پہ آمد و رفت بھی بہت مشکل سے ہو رہی ہے۔ کئی بار حکام بالا کو اس سلسلے میں عرض کیا ہے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے سیکرٹری بلدیہ بلوچستان سے گذارش ہے اس سڑک کی تعمیر نو کرائی جائے۔

محمد یعقوب جہلاوانی۔
بروری روڈ کوئٹہ بلوچستان۔

گورنر پنجاب اور محکمہ تعلیم سے

گذشتہ ماہ بی۔اے۔ ایڈ خواتین کا ٹیچر کے لئے انٹرویو لیا گیا۔ جو خواتین اس میں پاس قرار دی گئیں ان کی سندات کی پڑتال کے بعد انہیں مزید دس نمبر دیئے گئے۔

اور یہ زائد دس نمبر صرف انہیں دیئے گئے جو خواتین پہلے ہی سرکاری سکول میں سروس کر رہی ہیں جب کہ پرائیویٹ سکولوں میں ایم۔اے بی ایڈ خواتین دس دس برس سے پڑھا رہی ہیں انہیں یہ زائد نمبر نہیں دیئے گئے اور صرف زائد دس نمبروں کی بنیاد پہ بی۔اے۔ بی ایڈ ٹیچروں کو منتخب قرار دے دیا گیا۔ کئی خاتون ٹیچر ایسی ہیں جو اب تک سرکاری سکولوں میں ملازمت نہ ملنے کے باعث پرائیویٹ اسکولوں میں پڑھا رہی ہیں

پرائیویٹ اداروں کی تجربہ کار خواتین کو اس لئے منتخب نہیں کیا گیا کہ وہ پرائیویٹ ادارے میں پڑھاتی ہیں۔ جب کہ سرکاری اداروں میں پڑھانے والی خواتین کو رکھ لیا گیا۔

پرائیویٹ اور سرکاری اداروں میں پڑھانے کی وجہ سے جو فرق یہاں روا رکھا گیا ہے اس کا کوئی قانونی پہلو نہیں۔

ایسی لاتعداد خاتون ٹیچر کا مستقبل محض اس وجہ سے تاریک ہو گیا ہے۔ گورنر پنجاب اور محکمہ تعلیم سے گذارش ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تجربہ کار خواتین کو بھی سرکاری اداروں کی تجربہ کار خواتین کے برابر سمجھا جائے یا پھر باقاعدہ امتحان لے کر ٹیچر مقرر کیا جائے۔

تحسین کوثر ۱۷۔ اونکار روڈ اسلام پورہ لاہور

مولانا مفتی محمود کے نام پر فراڈ
جماعتی احباب متوجہ رہیں

کچھ عرصہ سے مسلسل اطلاعات مل رہی ہیں کہ دو افراد جن میں ایک سفید ریش اور دوسرے نوجوان ہیں مختلف جگہوں سے قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کے نام پر چندہ اکٹھا کر رہے ہیں ان کے پاس اپنی گاڑی ہے سفید ریش صاحب خود کو مفتی صاحب کا بھائی ظاہر کرتے ہیں اور انہوں نے وضع قطع بھی اس دعویٰ کے مطابق بنا رکھی ہے اور یہ حضرات مخیر حضرات کے پاس جا کر مفتی صاحب سے منسوب اداروں کے لئے چندہ مانگتے ہیں۔

ایک مصدقہ تخمینہ کے مطابق اب تک یہ لوگ گوجرانوالہ، ڈسکہ، علی پور چٹھہ، کلاسکے، گکھڑ اور دیگر مقامات سے کم وبیش تیس ہزار روپے وصول کر چکے ہیں اور کوشش کے باوجود گرفت میں نہیں آرہے

جماعتی احباب سے گذارش ہے کہ وہ ان افراد سے ہوشیار رہیں اور یہ جہاں کہیں بھی ملیں انہیں پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیں نیز اور کسی جگہ سے ان لوگوں نے رقوم وصول کی ہوں تو اس کی تفصیل سے جمعیۃ کے مرکزی دفتر کو آگاہ کریں

منجانب۔ ابو عمار زاہد الراشدی ناظم جمعیۃ

بقیہ: وزیر بلدیات کا دورہ منیلا

معاشرہ قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان اعلیٰ اسلامی اقدار کے نفاذ کے لیے معرض وجود میں لایا گیا تھا۔ تاکہ برصغیر کے مسلمان سیاسی اور اقتصادی اور مذہبی آزادی کے ساتھ خالص اسلامی اصولوں کے تحت اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بانی پاکستان قائد اعظم کی وفات کے بعد ہمیں ایسی کوئی افعال قیادت میسر آسکی جو ان اعلیٰ و ارفع مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی۔ لیکن اب پاکستان میں حالات بدل چکے ہیں۔ موجودہ حکومت ملک کی نظریاتی حدود کی مکمل حفاظت کر رہی ہے اور پورے خلوص کے ساتھ ملک میں اسلامی قوانین کے اجراء اور اسلامی معاشرے کے قیام کے کے لیے کوشاں ہے۔ آج جبکہ ہم یہاں پاکستان سے ہزاروں میل دور عید میلاد النبیؐ کی تقریبات منا رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی بنیادی اسلامی قوانین کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جن میں زنا۔ چوری۔ شراب نوشی اور تہمت سے متعلق اسلامی حدود کے نفاذ کے علاوہ عشر اور زکوٰۃ کے اسلامی قوانین بھی شامل ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ بادی النظر میں ان جرائم کی اسلامی سزائیں بہت سخت نظر آتی ہیں۔ لیکن ان کا بنیادی مقصد جرائم کا انسداد کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ جن ممالک میں اسلامی حدود کو جاری کیا گیا ہے وہاں پر جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں انہوں نے اس سلسلے میں خاص طور پر سعودی عرب اور لیبیا کا نام لیا ہے۔ حاضرین اس تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور سعودی عرب کے سفیر نے خاص طور پر تقریر کی ایک نقل کے حصول کی خواہش کا اظہار کیا۔

مختصراً فلپائن کا یہ دورہ جہاں فنی طور پر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے لیے مفید رہا۔ وہاں اس سے پاکستان کے تعارف میں بھی کافی مدد ملی۔ بین الاقوامی کانگریس میں مندوبین سے ملنے کا موقع پاکستان نے کے حق میں بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔ پاکستان کے موجودہ داخلی حالات سے بین الاقوامی سطح پر بہت بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ اسلامی شعائر و حدود کی وضاحت سے غیر مسلموں کو اسلام کے متعلق صحیح صورتحال سے واقفیت ہوئی۔